Presented by: Rana Jabir Abbas

بسمہ سبحانہ وبذکرولیہ

انتخاب

اِزَالۃُ الخَفَاء

عن خلافۃ الخلفاء

تالیف

شاہ ولی اللہ محدث دھلوی

مترجمہ

محمد عبدالشکور فاروقی مجددی

ترتیب وتحقیق

میر مراد علی خان

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تعارف

یہ کتاب ازالۃ الخفاء حضرات ''خلفاء راشدین'' کی سیرت اور تاریخ ہے۔اور مصنف شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بڑی محنت اور مشقت سے خلافت ثلاثہ کے حق پر ہونے کی اور فضیلت شیخین کی وکالت فرمائی ہے۔ یہ کتاب ۴ جلدوں پر مشتمل ہے میں نے ان میں سے اہم ترین روایتوں کا انتخاب کیا ہے اور پھر اُن روایتوں کا تجزیہ کیا ہے اور تلاش کیا ہے کہ وہ روایتیں جن کا تذکرہ کیا گیا ہے اور دیگر معتبر کتابوں میں کہاں، کہاں مذکور ہیں۔اور جہاں بھی موقعہ میسر ہوا وہاں میں نے اپنی استطاعت کے موافق تبصرہ بھی کیا ہے۔

مترجم عبدالشکور جن سے اہل علم حضرات اچھی طرح واقف ہیں مناقب جناب امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کا ترجمہ کرتے وقت جو پردہ پوشی کرنے کی ناکام کاشش کی ہے وہ بھی بظاہر ہے۔ابتداء میں یہ کتاب ۱۲۸۶ھ میں منشی جمال الدین خاں مدارالمہام ریاست بھوپال نے چھپوائی تھی۔اب اس کی دوبارہ اشاعت عمل میں آئی ہے۔

مولانا شاہ ولی اللہ محدث دھلوی کا نام نامی اصلی قطب الدین تھا عرف ولی اللہ تھا اور ان کے فرزند شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی جن کی مشہور کتاب ''تحفہ اثنا عشر'' اور ہے۔شاہ ولی اللہ برصغیر ہند میں اجلۂ مشائخ اور علما میں شمار ہوتے ہیں۔شاہ ولی اللہ کا سلسلہ نسب پدری حضرت عمر ابن خطاب تک پہنچتا ہے۔چنانچہ اسی بناء پر شاہ صاحب کی تمام توجہ حضرت عمر کی خلافت پر مرکوز رہی۔ شاہ ولی اللہ کا انتقال بعمر باسٹھ سال (۶۲) ۱۱۷۶ھ میں ہوا اور دہلی ہی میں دفن ہوئے۔

ازالۃ الخفاء کتاب کی اشاعت قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی پاکستان میں ہوئی ہے۔

خادم

میر مراد علی خان

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بسمہ سبحانہ وبذکرولیہ

جلداول

صحابہ کی توجہ آنحضرت ﷺ کے دفن سے بھی پہلے خلیفہ کے تعیّن وتقرر کی طرف مائل ہوئی۔ص ۱۷

منجملہ شروط (استحقاق) خلافت کی ایک شرط یہ کہ صلح یا جنگ میں خلیفہ شجاع ہو ۔ص ۲۰

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قاضی تین قسم کے ہیں ان میں سے ایک مستحق جنت ہے اور دو سراسزاوار جہنم۔ مستحق جنت وہ قاضی ہے جو حق کو دریافت کرے اور اُسی کے موافق حکم دے۔ اور سزاوار جہنم وہ ہے جو حق جانتا ہو مگر فیصلہ خلافِ حق دے، تیسرا وہ قاضی جو باوجود حق سے واقف نہ ہو مگر فیصلہ کردے۔ص ۲۰

حضرت علیؓ کی خلافت چار طریقوں سے ثابت ہے۔ پہلی وجہ یہ کہ اُن مہاجرین اور انصار کی بیعت کرلینے سے خلیفہ ہوئے جو مدینہ میں موجود تھے، اور دوسری وجہ شوری کے ذریعہ ہوا کیونکہ فاروق کے بعد مشورہ اس پر قرار پایا تھا کہ خلیفہ یا عثمان ہوں یا حضرت علیؓ، جب عثمان نہ رہے تو حضرت علی خلافت کے لئے معیّن ہوگئے۔ص ۲۶

شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات پر نص فرمادی ہے کہ قیامت کے قریب امام مہدیؑ ''ظاہر'' ہوں گے اور وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک برحق ہوں گے۔ص ۲۷ تا ۲۸۔

رعایا پر خلیفہ کی اطاعت لازم ہے۔ مصالح اسلام کے متعلق خلیفہ جو کچھ حکم فرمائے اور (نیز اُس کا جو حکم) شرع کے مخالف نہ ہو (اُس کی بجا آوری) مسلمانوں پر لازم ہے خواہ خلیفہ عادل ہو یا ظالم۔ اور اگر لوگ مذہب کے فروعات میں مختلف ہوں اور خلیفہ کسی ایسی بات کا حکم دے جو اجتہادی ہے اور کتاب اور سنت مشہورہ اور اجماع سلف کے مخالف نہیں ہے اور نیز اس قیاس جلی کے مخالف نہیں ہے جو واضح الثبوت اصل پر مبنی ہے تو خلیفہ کی اُس بات کو سننا اور اُس کے حکم کے موافق چلنا لازم ہے اگرچہ (خلیفہ کا یہ حکم) اُس شخص کے مذہب کے موافق نہ ہو (جس کو خلیفہ نے حکم دیا ہے) ص ۳۱

لوازم خلافت خاصہ کی ایک یہ ہے کہ خلیفہ مہاجرین اوّلین میں سے ہو۔ اُن لوگوں میں سے ہو جو حدیبیہ میں (شریک) اور سورۂ نور کے نزول کے وقت موجود تھے۔ص ۴۳

عبداللہ ابن عمر احق بهذا الامر منک من قاتلک و قاتل اباک علی الاسلام نے (اپنے ذہن میں) معاویہ ابن ابی سفیان سے یہ کہنے کے لئے تجویز کیا تھا کہ تم سے زیادہ خلافت کے لئے لائق وہ ہے جس نے تم سے اور تمہارے باپ سے اسلام پر مقاتلہ کیا یعنی علیؓ المرتضیٰ۔ص ۴۷

رسول اللہ ﷺ سے تلبیس اور تدلیس کی نفی ہوچکی ہے۔ تلبیس اور تدلیس ایسے مشتبہ الفاظ کا استعمال کرنا جن سے دوسرے شخص کو دھوکا ہوسکے۔ص ۴۹

فرمایا رسول اللہ ﷺ ولعلی بستان فی الجنة۔ یعنی حضرت علیؓ کے لئے ایک باغ جنت میں۔ص ۵۰

يتجلي اللّه لعباده فى الا خرة عامة و يتجلي لابى بكر خاصة۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ آخرت میں اپنے تمام بندوں پر عام تجلّی کریگا اور ابوبکر پر خاص تجلّی کرے گا [۱]۔ص ۵۲

---

[۱] اس حدیث کو رد کیا ہے ابن عساکر ج ۳۰ ص ۱۶۰ بحوالہ قال الخطیب و هذا باطل والمحمل فيه على أبى حامد لم يكن ثقة؛ ابن حبان اپنی کتاب المجروحین ج ۱ ص ۱۴۲، اور جلد ۲ ص ۱۱۵، ابن جوزی الموضوعات ج ۱ ص ۳۰۴ تا ص ۳۰۷ اس حدیث کو مختلف طریقوں سے نقل کرکے ہر کو رد کیا اور آخر میں لکھا هذا الحديث لا يصح من جميع طرقه؛ ذہبی نے میزان الاعتدال ج ۱ ص ۱۴۳ حالات أحمد بن محمد اس حدیث کا ذیل میں متروک لکھا ہے۔ مرادؔ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: لو مة لائم وان تؤمروا عليا ولا اراكم فاعلين تجدوه هاديا مهديا يأخذ بكم الطريق المستقيم کہ اگر تم علیؓ کو اپنا امیر بناؤ گے تو تم اُن کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے وہ تم کو سیدھی راہ پر لے چلیں گے اگر چہ تم علیؓ کو خلیفہ بنانے والے نہیں ہو(مسند احمد ج ۱ ص ۱۰۹؛ مجمع الزوائد الهيثمي ج۵ ص ۱۷۶؛ کنز العمال ج۵ ص ۷۴۹)۔ص ۵۷

سئل عائشة من كان رسول الله ﷺ مستخلفاً لو استخلفه ؟ قالت ابوبكر فقيل ثم من بعد ابوبكر قالت عمر قيل من بعد عمر قالت ابو عبيدة۔ عائشہ سے پوچھا گیا کہ اگر رسول اللہ ﷺ خود کسی کو خلیفہ بناتے تو کس کو بناتے ؟، عائشہ نے کہا ابوبکر کو پھر پوچھا گیا کہ ابوبکر بعد کس کو بناتے عائشہ نے کہا عمر پھر پوچھا گیا کہ عمر کے بعد کس کو بناتے عائشہ نے ابوعبیدہ کو(فضائل الصحابۃ امام احمد ص ۳۰؛ صحیح مسلم باب کتاب فضائل ابوبکر ج ۷ ص ۱۱۰؛ کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۵۳ سلسلہ ۳۶۷۵۱)۔ص ۵۷

فرمایا رسول اللہ ﷺ من كنت مولاه فعلي مولاه اخرجه جماعة۔ص ۵۸

رسول اللہ ﷺ کا برتاؤ کرنا خلفائے اربعہ کے ساتھ۔ابوبکر کو قبیلہ عمرو بن عوف کی طرف جانے کے واقعہ میں نماز کی امامت تفویض کرنا، جنگ تبوک میں مسلمانوں کی فوجیں شہر سے باہر آگئیں تو ابوبکر کو فوج کا جائزہ لینے اور نماز کی امامت کرنا آخر مرض میں، ہجرت کے نویں سال امیر الحج مقرر کرنا اور کئی غزوات میں بھیجنا۔اور مسلمانوں کے کاموں میں مشورہ لینا، عمر ابن خطاب کو بعض غزوات میں اُن کو امیر بنانا، اور مدینہ میں صدقات کا عامل بنانا، اور عثمان کے لئے صلح حدیبیہ کے وقت اُن کو اہل مکہ کی طرف بھیجنا، اور حضرت علیؓ مرتضیٰ کو یمن کا حاکم مقرر کرنا اور اُن کے لئے یہ دعا کرنا کہ فیصلہ کرنا اُن پر آسان ہو جائے۔ ص ۵۸

مشائخ ثلاثہ سے مراد ابوبکر، عمر اور عثمان، اور شیخین کا لفظ کتب سیر و تاریخ وغیرہ میں آئے تو ابوبکر اور عمر ، اور جب یہ لفظ کتب اصول حدیث میں ہوں تو اس سے بخاری اور مسلم ہوتے ہیں اور جب کتب فقہ حنفیہ میں ہوں تو ابوحنیفہ اور ابویوسف ہوتے ہیں۔ص ۵۹ (حاشیہ)

اخرج الدارمي عن عبد الله ابن ابى يزيد قال كان ابن عباس اذا سُئِل عن الامر فكان فى القران اخبر به وان لم يكن فى القران و كان عن رسول الله ﷺ اخبر به فان لم يكن فعد ابى بكر وعمر فان لم يكن قال فيه بأيه۔ابن عباس سے جب کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو وہ مسئلہ اگر قرآن میں ہوتا تو وہ قرآن سے بتلاتے اور اگر قرآن میں نہ ہوتا تو بلکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں ہوتا تو اُسی حدیث سے بتاتے اور اگر حدیث میں بھی نہ ملتا تو وہ ابوبکر اور عمر کے قول سے بتاتے اور اگر ابوبکر اور عمر کے قول میں بھی نہ ہوتا تو اپنی رائے سے بتاتے۔تابعین اور تبع تابعین کے طبقہ کے مجتہدین بھی اس اصل کے قائل ہیں کہ خلفاء راشدین کا قول حجت ہے اور ارباب مذاہب اربعہ بھی اسی طرف گئے۔ص ۶۲

قال الشافعي ماكان الكتاب و السنة موجودين فالعذر عند من سمعها مقطوع الاّ باتباعهما فاذا لم يكن ذٰلك صرنا الىٰ اقاويل اصحاب النبى ﷺ او واحدهم ثم قال قول الايمّة ابى بكر و عمر و عثمان امام شافعی نے فرمایا کہ جب ہم تقلید کی طرف رجوع کریں تو ہم کو ائمہ یعنی ابوبکر اور عمر اور عثمان کا قول محبوب تر ہے۔مترجم لکھتے ہیں کہ امام شافعی نے حضرت علیؓ کا نام اس لئے نہیں لیا کہ حضرت علیؓ پر افترا بہت ہوا ہے اُن کے صحیح اقوال کا دستیاب ہونا مشکل ہے لہذا اُن کا ذکر بے سود ہے۔ص ۶۳

من جملہ لوازم خلافت خاصّہ کے ایک یہ ہے کہ خلیفہ ایسا شخص ہو جو اپنے عہد، میں تمام اُمت سے افضل ہو۔عقلاً و نقلاً۔ص ۶۴

Contact : jabir.abbas@yahoo.com　　http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہ حدیث روایت کی گئی ہے کہ سیدا کھول اھل الجنۃ ابوبکر اور عمر پیران جنت کے سردار ہیں ۱۔ص ۶۷

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ : من استعمل رجلا من عصابة وفی هذه العصابة من هو ارضی لله منه فقد خان الله و کان رسوله و کان المؤمنین۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس نے جماعت میں کسی شخص کو عامل بنایا درانحالیکہ اس جماعت میں ایسا شخص موجود ہو جو اللہ کو اُس (پہلے شخص) سے زیادہ پسندیدہ ہو تو اُس نے اللہ کی خیانت کی اور رسول اللہ ﷺ کی خیانت کی اور مومنین کی خیانت کی۔ ص ۶۶

ثقیفہ میں بیعت ابوبکر کے وقت جب عمر ابوعبیدہ کے پاس بیعت کے لئے گئے تو ابوعبیدہ نے کہا تاتونی وفیکم ثالث ثلاثۃ تم ثالث ثلاثہ کے ہوتے ہوئے میرے پاس آتے ہو ۲۔ص ۶۸

وعد اللہ الذین امنوا۔ سورۃ النور ۵۵۔ سے مراد وقت نزول سورۂ نور کے مسلمان ہیں تو یہ واضح ہو گیا کہ معاویہ اور دوسرے خلفائے بنی اُمیہ اور خلفائے بنی عباس اس آیت کے وعدہ سے خارج ہیں۔ ص ۷۸

سهل بن ابی حثمة سے روایت ہے کہ حضرت علی نے ایک اعرابی کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھجوایا اور سوال کروایا کہ: ہم آپ کے بعد زکواۃ کس کو دیں آپؐ نے ارشاد فرمایا ابوبکر کو۔ حضرت علیؓ نے اس اعرابی سے پوچھا جاؤ پوچھو ابوبکر کے بعد کس کو دینا۔ وہ اعرابی پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس اور سوال کیا ابوبکر بعد کس کو تو آپؐ نے فرمایا عمر کو۔ حضرت علی پھر اُس اعرابی کو رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ پوچھنے کے لئے بھیجا کہ عمر کے بعد کس کو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عثمان کو۔ پھر حضرت علی نے اُس اعرابی کو روانہ کیا اور پچھوایا کہ عثمان کے بعد کس کو ؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تموت فمت کہ اس کے بعد دنیا رہنے کے قابل نہیں رہے گی تو بھی مرجانا ۳۔ص ۱۱۵ تا ۱۱۶

۱۔ اس حدیث کا ذکر ابن جوزی نے اپنی کتاب الموضوعات ج ۱ ص ۳۹۸ میں کیا ہے؛ اس کا راوی عبدالرحمن بن مالک جس کے بارے ذہبی میزان الاعتدال ج ۲ ص ۵۸۵ میں لکھتے ہیں کہ یہ یضع الحدیث، متروک، کاذب وغیرہ اور دوسرا راوی یونس بن أبي إسحاق ہے جس کا ذکر طبقات المدلسین سلسلہ ۶۶ ص ۳۷ کی فہرست میں ہے۔ اس کے علاوہ اس حدیث کی رد ہوتی ہے اس حدیث سے جب کہ ایک ضعیفہ نے رسولؐ اکرم سے درخواست کی کہ یارسول اللہ آپ میرے لئے جنت کے لئے دعا کیجئے تو آپؐ نے فرمایا کہ بڑھیا جنت میں نہیں جائے گی تو وہ رونے لگی تو آپؐ نے سورہ واقعہ کی آیت: ﴿إنا انشانٰهن ابكارا عربا اترابا﴾ کا حوالہ دیا۔ روي أن النبي ﷺ كان أفكه الناس ـ قالت له عجوز من الأنصار: يا رسول الله أدع لي بالجنة فقال ﷺ إن الجنة لا يدخلها عجوز ـ فبكت المرأة و ضحك النبي ﷺ وقال: أما سمعت قول الله تعالى: ﴿إنا انشانٰهن ابكارا عربا اترابا﴾۔ مراد)

۲۔ یہ حدیث نقل کی گئی ہے المصنف ابن أبی شیبة الکوفی ج ۸ ص ۵۷۳ میں۔ اس کا راوی ہے حماد بن أسامة بن زید بن سلیمان۔ میزان الاعتدال ج ۱ ص ۵۸۸ سلسلہ ۲۲۳۵ اس کے لئے لکھا ہے کہ: کان کثیر التدلیس ، عن سفیان ثوری بلا إسناد ۔

ابن حبان اپنی کتاب کتاب المجروحین ج ۱ ص ۲۴ لکھتے ہیں کثیر الحدیث یدلس توفی ۲۰۱ھ؛ طبقات المدلسین ابن حجر سلسلہ ۴۴ ص ۳۳ میں ان کا نام لکھا گیا ہے۔ مراد)

۳۔ مجمع الزوائد الهیثمی ج ۵ ص ۱۷۹ لکھا رواه طبرانی وفیه الفضل بن المختار وهو ضعیف ، اس کے راویوں میں مسلم بن میمون ہے میزان الاعتدال ج ۲ ص ۱۸۷ سلسلہ ۳۳۸۱ ضعیف لکھا ہے؛ دوسرا راوی خالد بن عمر میزان ج ۱ ص ۶۳۶ سلسلہ ۲۴۴۷، منکر یضع الحدیث ہے۔ مراد)

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آنحضرت ﷺ انی لا ادری ما بقائ فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی و اشار الی ابی بکر و عمر نے فرمایا اقتدا کرو میرے بعد ان دونوں کی اور آپؐ نے ابوبکر اور عمر کی طرف اشارہ کیا۔ مسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۲۸۵ دوسری روایت ہے مسند احمد ج ۵ ص ۳۹۹ ۔ا ص ۱۲۰

---

۱ اس حدیث کو دو سلسلوں سے ذکر کیا گیا ہے۔ پہلے سلسلہ میں وکیع ،سفیان ،عبدالملک بن عمیر ،ربعی بن خراش اور حذیفہؓ ۔دوسرا سلسلہ ہے محمد بن عبید ،سالم المرادي ،عمرو بن هرم الازدی ،ربعی بن خراش ،حذیفہؓ ۔ پہلے سلسلہ میں سب سے پہلے وکیع ہے :۔

وکیع بن الجراح: فن حدیث کے ارکان میں شمار کئے جاتے ہیں اور ابوحنیفہ کے خاص شاگرد تھے اکثر مسائل میں انہی کی تقلید کرتے تھے۔ تہذیب التہذیب جلد ۹ ص ۱۴۰ ، میزان الاعتدال ج ۴ ص ۳۳۵ ۔ میں مذکور ہے کہ ۵۰۰ سے زائد احادیث میں انہوں نے غلطیاں کی ہیں یہ قول احمد ابن حنبل کا ہے أخطأ وكيع فى خمسمائة حديث ۔ ابن مهدی کہتے ہیں کہ انہوں نے اکثر روایتوں میں غلطیاں کی ہیں ۔ علی ابن عثمان کہتے ہیں احمد بن حنبل نے کہا کہ اس نے اہل صادق کے بارے میں جھوٹ کہا ، اور یہ جھوٹے تھے من كذب بأهل الصدق فهو الكذاب ۔ ایسا ہی ابن عساکر نے تاریخ بغداد جلد ۱۲ ص ۳۴۸ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت ۔ المستفاد ابن النجار بغدادی متوفی ۶۳۴ ھ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت ج ۲ ص ۱۰۵ اور بحر الام فيمن تكلم فيه الامام احمد بمدح أولم ابوالمحاسن تالیف یوسف ابن المبرد ص ۱۶۸ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت میں ہے ۔ وکیع اکثر حدیثوں میں اُن راویوں کا نام نہیں بتلاتے تھے جن سے انہوں نے حدیث لی ہے جس سے سامعین کو اشتباہ ہوتا تھا ۔ سیرۃ النعمان ص ۱۷۵ علامہ شبلی نعمانی طبع مدینہ پبلشنگ کراچی ۔ ۱۹۷ ھ میں وفات پائی۔

سفیان ثوری: سفیان ثوری کا مکمل نام ابوبکر بن محمد بن مسلم سفيان بن سعيد الكوفي ابو عبد الله بن مسروق متوفی ۱۶۲ ھ ۔ میزان الاعتدال میں ذہبی نے ان کے بارے میں لکھا کہ ان کا مکمل نام سفیان بن سعید بن مسروق ہے اور اس طرح ان کا تعارف کرایا ہے کہ كان يدلس عن الضعفاء ، اور پھر لکھتا ہے کہ يدلس و يكتب عن الكذابين ! یہ جعل سازتھا اور الضعفاء میں شمار ہوتا تھا ، اور جھوٹ لکھنے والوں میں تھا ۔ میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۱۶۹ سلسلہ نمبر ۳۳۲۲ طبع دار الفکر بیروت ۔

قال ابن المبارک حدث سفيان بحديث جئته و هو يدلسه فلما رآني استحى وقال نرويه عنك ۔

ابن مبارک کہتے ہیں کہ ایک دن سفیان ایک روایت میں خرد برد کر رہا تھا دفعتاً مجھے دیکھا تو شرما گیا کہنے لگا میں اس حدیث کو آپ کی طرف منسوب کرتا ہوں ۔

فریانی راوی ہیں کہ سفیان ثوری یہ کہتے تھے کہ ہم نے جس طرح حدیث کو سُنا اور اسی طرح بیان کریں یا کرنا چاہیں تو ایک حدیث بھی بیان نہیں کر سکتے ۔ تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص ۱۷۴ (اردو) طبع اسلامک پبلشنگ ہاوس لاہور

ابن معین کا قول کہ سفیان کی روایتیں مثل ہوا کے ہیں ۔ تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۱۴۰۰ ابن حجر عسقلانی طبع دار الفکر بیروت لبنان ۔

عبدالملك بن عمير ۔ میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۶۶۰ سلسلہ ۵۲۳۵ میں ذہبی لکھتے ہیں : قال ابو حاتم ليس بحافظ ، تغير حفظه ، احمد کہتے ہیں : ضعيف ، أنه ضعفه يغلط ، متوفی ۱۲۷ ھ

دوسری سلسلے میں محمد بن عبید : میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۶۳۹ سلسلہ ۷۹۲۰ میں ذہبی لکھتے ہیں أرسل حديثا لا يعرف ۔

عمرو بن هرم کے بارے میں میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۲۹۱ سلسلہ ۶۴۶۴ میں ذہبی لکھتے ہیں ۔ ضعفه ۔

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com　http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ابن مسعود سے روایت کی گئی ہی کہ وہ کہتے ہیں کہ ابوبکر کہتے تھے کہ میں نبی ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے ایک مرتبہ یمن گیا اور وہاں ایک بوڑھے آدمی کے یہاں مہمان ہوا وہ عالم تھا اور کتب سماویہ پڑھا ہوا تھا اس کی عمر ۳۹۰ سال تھی۔اُس نے مجھ سے کہا کہ میں سمجھتا ہوں تم حرم کے رہنے والے ہو؟۔میں نے کہا: ہاں۔اُس نے پوچھا کیا تم قریشی ہو؟ میں نے کہا: ہاں، اُس نے پوچھا کیا تیمی ہو؟ میں نے کہا: ہاں۔اُس نے پوچھا تم اپنا شکم دکھلاؤ میں نے پوچھا : کیوں؟ ۔ تو اُس نے جواب دیا: مجھے علم صادق سے یہ بات معلوم ہوئی ایک نبی حرم میں مبعوث ہوگا اور اُن کے کام میں ایک جوان (فتی) اور ادھیڑ عمر والا مدد دے گا۔جب میں نے اپنا شکم اُس کا دکھایا تو اُس نے کہا: رب کعبہ کی قسم بس تم ہی ہو۔ابن عساکر ج ۳۰ ص ۳۱، اور اُسد الغابة ج ۳ ص ۲۰۷؛ تفسیر الثعالبی ج ۱ ص ۳۱۹۔ص ۱۲۴۔لـ

ابوبکر نے بعد وفات رسول اللہ ﷺ زکواۃ نہ دینے والوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تو عمر نے اُنہیں روکا اور کہا بجائے قتل کے لوگوں کی تالیف قلب کیجئے، اس پر ابوبکر بگڑے اور عمر سے کہا کہ: اجبار فی الجاهلية وخوار فی الاسلام(الدرالمنثور ج ۳ ص ۲۴۱؛ کنز العمال ج ۱۲ ص ۴۹۴ سلسله ۳۵۶۱۵) تو جبار تھا دور جہالت اور جب سے اسلام لایا ہے تو بزدل ہوگیا۔ص ۲۳۹

بیعت ابوبکر کے بارے میں کئی متضاد روایات ہیں۔ص ۲۴۰

امام جعفر صادق علیہ السلام کے بارے میں: کتب اسماءالرجال میں مذکور ہے کہ یحییٰ بن سعید قطان سے جو امام جرح وتعدیل ہیں اور امام بخاری کے شیخ ہیں جعفر صادقؑ کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا فی نفسی منه شئ و مجالد احب الی منه یعنی میرا دل اُن کی طرف صاف نہیں اور مجالد مجھے اُن سے زیادہ پسند ہے۔اور امام ابن سعد نے کہا جعفرؑ کی روایت قابل اعتبار نہیں۔ مصعب زبیری نے کہا ہے کہ امام مالک، جعفرؑ کی روایت بغیر کسی دوسرے راوی کی موافقت کے نہ لیتے تھے۔مگر جب تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ شیعوں کا انتساب اُن کی طرف محض ایک بے بنیاد افترا ہے وہ ٹھیک ٹھیک اپنے آبائے کرام کی طرح پابند طریقہ اہل سنت و جماعت ہیں تو وہ سوءظن دفع ہوگیا۔اور ائمہ نے اُن سے روایتیں لیں اُن کی توثیق کی چنانچہ ابن ابی حاتم نے کہا: ثقة لا یسأل عن مثله معتبر ایسے ہیں جس کی مثال نہیں۔ابن عدی اور ابن معین نے کہا ھو من ثقات الناس یعنی وہ معتبر لوگوں میں سے ہیں۔عمرو بن ابی المقدام کہتے ہیں کنت اذا نظرت الیٰ جعفر بن محمد علمت انه من سلالة النبیین یعنی جب جعفر بن محمد کو کوئی دیکھتا تھا تو سمجھ لیتا تھا کہ وہ نبیوں کی نسل سے ہیں۔ابن حبان نے بھی ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے کہ میں نے اُن کی روایتوں کو جانچا تو جس قدر حدیثیں اُن سے معتبر راویوں نے نقل کی ہیں اُن میں ایک بھی خلاف نہ پائی۔ساجی نے کہا کان صدوقا ماموناً اذا حدث عنه الثقات فحدیثه مستقیم یعنی جعفرؑ سچ بولنے والے اور قابل اعتماد واطمنان تھے، جب معتبر لوگ اُن سے کوئی روایت نقل کریں تو وہ روایت قابل وثوق ہوتی ہے۔ امام نسائی نے کہا ثقة یعنی معتبر شخص ہیں۔حتیٰ کہ جن ائمہ اربعہ جرح وتعدیل نے اُن پر جرح کی تھی اُن میں سے اکثر نے تحقیق کے بعد اپنے قولِ سابق سے رجوع کیا چنانچہ تہذیب التہذیب میں دو جگہ لکھا ہے کہ یحییٰ بن سعید قطان نے اُن سے روایت کی اور امام مالک کی نسبت لکھا کہ وہ امام مالک فرماتے تھے کہ میں بہت دنوں تک جعفرؑ کے پاس جاتا آتا رہا۔میں اُن کو یا تو نماز پڑھتے ہوئے یا تلاوتِ قرآن کرتے ہوئے یا روزہ رکھے ہوئے پایا اور حدیث بغیر طہارت کے بیان نہ کرتے تھے۔ ۴۷۵ تا ۴۷۶۔

لـ اس روایت کے راویوں کے سلسلے میں تین نام قابل غور ہیں۔

نصر بن إبراهيم میزان الاعتدال میں ج ۴ ص ۲۴۹ سلسلہ ۹۰۲۴ میں مذکور ہے کہ لین الحدیث۔یہ حدیث میں غیر محتاط ہیں۔

دوسرے ہیں شعبة بن یحییٰ میزان الاعتدال ج ۲ ص ۲۷۴ سلسلہ ۳۷۰۱ لا یکتب حدیث۔اس کی حدیث نہ لکھو۔

تیسرے منصور ہیں ان کے بارے میزان الاعتدال ج ۴ ص ۱۸۳ سلسلہ ۸۷۷۳، متهم بالكذب۔اس پر جھوٹے ہونے کی تہمت ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com　　http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

قال رسول اللہ ﷺ یخرج قوم فی اخر الزمان اوفی ھذہ الامۃ یقرمون القران لا یجاوز تراقیھم او حلوقھم سیماھم التحلیق اذا رایتمو ھم او القیتموھم فاقتلوھم ابن ماجہ نے بروایت قتادہ انس بن مالک سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگ آخر زمانہ میں اس اُمت میں نکلیں گے جو قرآن پڑھیں گے مگر وہ اُن کے گلوں سے تجاوز نہ کرے گا اُن کی علامت یہ ہے کہ اُن کے سر منڈے ہوئے ہوں گے جب اُن کو دیکھو تو اُن کو قتل کر دو۔ص ۵۱۶

مرجیہ اور قدریہ کے بارے میں ابن ماجہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ان مجوس ھذہ الامۃ المکذبون باقدار اللہ ان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتو فلا تشھدوھم وان لقیتموھم فلا تسلموا علیھم اس اُمت کے مجوس وہ لوگ ہیں جو اللہ کی تقدیر کی تکذیب کرتے ہیں، اگر وہ لوگ بیمار ہوں تو اُن کی عیادت کو نہ جاؤ اور اگر مر جائیں تو تم اُن کی جنازہ کے ساتھ نہ جاؤ اور تم اُن کو راستہ میں ملو تو اُن کو سلام نہ کرو۔

اور ابن ماجہ نے بروایت عکرمہ، ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ صنفان من ھذہ الامۃ لیس لھما فی السلام نصیب المرجئۃ والقدریۃ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اِس اُمت میں دو گروہ ایسے ہیں کہ اُن کو اسلام سے کوئی حصّہ نہیں ہے وہ مرجیہ اور قدریہ ہیں۔ص ۵۱۷

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اُمت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے اور اُس کا نام دوسرا رکھ لیں گے (یہاں سے مصنف ازالۃ الخفاء لکھتے ہیں)۔اور میں نے (یعنی مصنف نے) حافظ ابن حجر عسقلانی کی کتاب تخریج احادیث رافعی میں لکھا ہے کہ انہوں نے عبدالرزاق نے معمر سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی شخص غنا سننے کے اور عورتوں کے ساتھ لواطت کرنے کے بارے میں اہل مدینہ کے قول پر عمل کرے اور متعہ اور بیع صَرف کے متعلق اہل مکہ کے قول پر عمل کرے اور نشہ والی چیز (کی حلّت) میں اہل کوفہ کے قول پر عمل کرے تو وہ اللہ کے بندوں میں سب سے بُرا ہوگا (اسی روایت کو نقل کیا گیا ہے ابن عساکر ج ۵۹ ص ۴۱۹؛ عون المعبود عظیم آبادی ج ۱۲ ص ۱۸۷)۔ص ۵۱۹

صاحب ہدایہ نے یہ لکھا کہ امام مالک کے نزدیک متعہ حلال ہے (حاشیہ ۵۱۹)

سعید بن میسّب کہتے ہیں کہ جب پہلا فتنہ ہوا تو اُس میں سے جو بدر میں شریک تھے کوئی باقی نہیں رہا (یعنی جب عثمان قتل ہوئے) اور دوسرا فتنہ حدیبیہ میں سے کوئی نہیں رہا یعنی واقعہ حرّہ۔(حالانکہ عثمان بدر شریک نہیں ہوئے تھے اور قتل عثمان کے وقت کئی اکابر صحابہ جیسے حضرت علیؓ موجود تھے) ص ۵۲۴

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: آگاہ رہو تم میرے بعد مصیبت میں مبتلا ہوگے۔حضرت علیؓ نے پوچھا میرے دین کی سلامتی رہے گی۔آپؐ نے فرمایا: ہاں تمھارے دین کی سلامتی رہے گی۔ص ۵۹۴

جمل۔رسول اللہ ﷺ نے اس حادثہ کی خبر دی ہے۔حوأب کے کتوں بھونکنا اور عائشہ کا سُن کر یہ کہنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا۔(حاشیہ۔یہ سب سے پہلی جنگ ہے جو مسلمانوں میں باہم ہوئی دونوں طرف اکابر صحابہ تھے وہی فتنہ انگیز باغی جنھوں نے عثمان کو شہید کیا تھا۔ طرفین سے ۱۳ ہزار مسلمان قتل ہوئے)۔ص ۵۹۳

یہ فتنہ (یعنی جمل) مدینہ طلحہ و زبیر کے سبب ہوا۔ص ۵۹۴

صفین جب اہل شام نے مصحف اُٹھایا اور کہا کہ ہمارے اور تمھارے درمیان یہی حکم ہے۔حضرت علیؓ نے فرمایا یہ تو قرآن ساکت ہے اور میں قرآن ناطق ہوں۔ص ۵۹۴

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی مرتضٰی کے قاتل کو اشقی الآخرین کی مذمّت سے یاد کیا ہے۔ص ۵۹۵

علامہ ذہبی نے ابن تیمیہ کی کتاب منہاج السنۃ کے خلاصہ میں نقل کیا ہے" واما یزید یأمر بقتل الحسین باتفاق اھل النقل (المنتقی من منھاج

Contact : jabir.abbas@yahoo.com　　http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

الاعتدال ص ۲۶۷) آگے واقعہ حرہ مدینہ کی تباہی مذکور ہے۔ص ۵۹۶

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اُمت کی ہلاکت قریش کے لڑکوں سے ہوں گی۔آپؐ نے فرمایا جب بنی اُمیہ کی تعداد ۴۰ تک ہوجائے گی تو وہ اللہ کے بندوں کو غلام اور اللہ کے مال کو بخشش اور اللہ کی کتاب کو کھیل بنادیں گے،۔بنی اُمیہ کے بارے میں مزید۔ص ۵۹۹ تا ۶۰۰۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم ایسے لوگ ہیں اللہ ہمارے لئے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی۔میرے اہل بیت میرے بعد آزمائش اور مصیبت اور جلاوطنی میں مبتلا ہوں گے۔یہاں تک میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کے حوالے حکومت ہوگی اور وہ دنیا کو انصاف سے بھر دیں گے۔ص ۶۰۷

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com   http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جلددوم

سال عمر ابنته حفصة کم تصبر المرأة عن الرجل فقالت ستة اشهر: حضرت عمرا پنی بیٹی حفصہ سے پوچھا کہ عوت بغیر مرد کے کتنے دن صبر کرسکتی ہے۔ تو حفصہ نے انہیں بتلایا کہ چھ مہینہ ۔الدرالمنثور ج۱ ص ۲۷۳؛المصنف عبدالرزاق الصنعائی ج ۷ ص ۱۵۸۔ص ۱۸

عن عمر قال واللہ انی لاکرہ نفسی فی الجماع رجاء ان یخرج منی نسمة تسبح حضرت عمر نے فرمایا کہ میں جماع کے لئے اپنے نفس کو اس لئے مجبور کرتا ہوں کہ میرے منی کے قطرے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔(مترجم نے یہ" لکھا کہ جو بچہ ہوجائے وہ اللہ کی تسبیح کیا کرے"۔اسی کتاب کو جو محمد سعید اینڈ سنز نے طبع کیا ہے اس کے مقصد اول ص ۳۷۷ میں ترجمہ یوں لکھا ہے: میں جماع کرنا پسند نہیں کرتا اس لئے کہ جماع کرنے سے میرے جسم سے وہ قطرات نہ نکل جائیں جو تسبیح کرتے ہیں۔مراد)۔الدرالمنثور ج۱ ص ۲۷۴؛کنزالعمال ج۱۶ ص ۴۸۷ سلسلہ ۴۵۵۸۶؛السنن الکبری البھیقی ج ۷ ص ۷۹۔ص ۱۸

ایک شخص تھا جس کو صبیغ کہا جاتا تھا وہ جب مدینہ آیا اور اُس نے لوگوں سے قرآن کی متشابہات آیات کے بارے میں سوال کرنا شروع کیا۔اُس کو عمر ابن خطاب نے بُلا بھیجا اور اس کے لئے کھجور کی چھڑیاں مہیا کر لی تھیں۔ جب وہ آیا تو اُس سے حضرت عمر نے پوچھا: تو کون ہے؟۔تو اُس نے کہا: کہ میں اللہ کا بندہ صبیغ ہوں۔ حضرت عمر نے کہا: میں اللہ کا بندہ عمر۔اس کے بعد آپ نے اُن چھڑیوں میں سے ایک لے کر اُس شخص کو مارنا شروع کیا یہاں تک اُس کے سر کو لہولہان کردیا۔اُس نے کہا: بس امیرالمؤمنین،بس کافی ہے اب وہ چیز نکل گئی جو میں اپنے سر میں پاتا تھا۔ص ۲۹

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ ہم عمر ابن خطاب کے پاس بیٹھے تھے۔ایک شخص نے اُن سے پوچھا قرآن کے بارے میں کہ وہ مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔عمر خطاب نے اُس شخص کے کپڑوں کو مٹھی سے پکڑ کر حضرت علیؑ کے پاس لے آئے۔اور حضرت عمر نے کہا: اے ابوالحسنؑ ۔ یہ مجھ سے پوچھتا ہے کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔ص ۳۰

کنتم خیر امة سے مراد ابتدائے زمانہ اسلام کے لوگ ہیں آخر زمانہ والے اصحاب نہیں۔اگر تمام اصحاب مراد ہوتے تو اللہ فرماتا انتم خیر اُمة ۔ یہاں کنتم سے مراد اصحاب محمد ﷺ کے خواص سے متعلق ہے۔ص ۳۱

عمر ابن خطاب نے فرمایا قال عمر لا تغالوا فی مہور النساء فقالت امراة لیس لک ذلک یا عمر ان اللہ یقول واتیتم احداھن قنطارا من ذھب قال و کذلک فی قراء ة ابن مسعود فقال عمر ان امراة خاصمت عمر فخصمته کہ عورتوں کے مہر دینے حد سے زیادہ گراں نہ کرو تو ایک عورت نے کہا: تمھیں اس میں دخل دینے کا حق نہیں ہے اے عمر! اللہ تعالی فرماتا ہے کہ واتیتم احداھن(۴:۲۰) تو عمر نے کہا ایک عورت نے عمر سے جھگڑا کیا اور وہ غالب آگئی۔ص ۴۳

ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا ابھی وہ اُس کے پاس نہیں گیا تھا کہ اُس نے اُس عورت کی ماں کو دیکھا تو وہ اُس کو پسند آگئی تو اُس نے ابن مسعود سے فتوی پوچھا تو اُنھوں نے اُس کو یہ حکم دیا کہ اُس منکوحہ عورت کو طلاق دے کر مفارقت کرلے اور پھر اُس کی ماں کے نکاح کرلے تو اُس نے ایسا کرلیا اور اُس عورت سے اولاد بھی ہوئی۔پھر ابن مسعود کا مدینہ آنا ہوا تو انہوں نے عمر سے اس مسئلہ پر سوال کیا تو انہوں نے کہا یہ ٹھیک نہیں کیا۔جب ابن مسعود واپس گئے تو اُس شخص کو بلا کر سمجھایا اور اس عورت کو علحدہ کردیا(الدر المنثور ج۲ ص ۱۲۵)۔ص ۴۳

عمر سے پوچھا گیا دو لونڈیوں کے بارے میں جو بہنیں تھیں کہ اُن سے مقاربت کی جائے؟ تو عمر نے منع کیا۔ یہی سوال عثمان سے کیا گیا تو عثمان نے کہا ایک آیت تو حلال کہتی ہے یعنی واحل لکم ماوراء ذلکم اور دوسری آیت حرام کہتی ہے۔یعنی و ان تجمعوا بین الاختین۔پھر یہ اُٹھ کر حضرت علیؑ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کے پاس اس مسئلہ کو پوچھا آپ نے فرمایا اگر حکومت میں میرا دخل ہوتا اور کسی کو ایسا کرتا پاتا تو میں اُس پر حد جاری کرتا (یعنی حرام)۔ص ۴۳ تا ۴۴
عبداللہ ابن عمر سے کسی نے متعہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: حرام ہے۔ سوال کرنے والے کہا: ابن عباس تو اس کے حلال کا فتوی دیتے ہیں تو انہوں نے کہا: عمر کے دور میں یہ کیوں نہیں (فھلا تزمزم) گنگنائے۔ص ۴۴

انس سے مروی ہے کہ قرآن میں نزول مسح کا ہوا ہے۔ اور سنت دھونا ہے (یعنی معاذ اللہ رسول اللہ ﷺ کا عمل قرآن کے خلاف تھا۔ مرآد)۔ص ۵۴
مروی ہے ابن عباس سے کہ انھوں نے کہا کہ سب لوگوں نے وضو میں (پیر دھونے) غسل کے سوا کا انکار کیا۔ اور میں کتاب اللہ میں مسح کے سوا اور کچھ نہیں پاتا۔ اور مروی ہے کہ ابن عباس سے انھوں نے کہا وضو دو اعضاء کا دھونا اور دو اعضاء کا مسح ہے کیا تم دیکھتے نہیں تیمّم میں جہاں غسل ہے وہاں مسح رکھ دیا گیا ہے۔ ص ۵۴

ذکر سورۂ براءت کا ابوبکر سے لیکر حضرت علیؑ کو دینا اور آنحضرت ﷺ نے ثم دعاہ فقال لا ینبغی لاحد ان یبلغ ھذا الا رجل من اھلی فدعا علیا و اعطاہ ایاہ ابوبکر کو بلوایا اور فرمایا کسی اور اس کا پہنچانا مناسب نہیں بجز ایسے شخص سے جو میرے اہل بیت میں سے ہو۔ اے ابوبکر اپنی طرف سے پہنچانے کا حق کسی کو نہیں الا انا و رجل منی سوائے میرے یا میرے سے ہو (ابوبکر کا واپس بلانا لکھا ہے۔ اور یہاں یبلغ ہے جس کے معنی تبلیغ کرنا ہے صرف آیات کا پڑھنا نہیں تھا۔ مرآد)۔ص ۹۸

و کونوا مع الصدقین ۹:۱۱۹ ابن عباس کا یہ قول ہے کہ علیؑ ابن ابی طالب کے ساتھ رہیں۔ (الدرمنثور ج ۳ ص ۲۹۰؛ ابن عساکر ج ۲ ۴۲ ص ۳۶۱؛ فتح القدیر الشوکانی ج ۲ ص ۴۱۴، تہذیب الکمال ابو الحجاج یوسف المزی متوفی ۷۴۲ھ ج ۵ ص ۸۴)۔ ص ۱۱۳

مروی ہے حضرت علیؑ (معاذ اللہ) کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس رات مجھ کو آسمانوں کی سیر پر لیجایا گیا میں نے عرش پر یہ لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق و عمر الفاروق و عثمان ذوالنورین۔ (میزان الاعتدال امام ذہبی حالات علی بن جمیل ج ۳ ص ۱۱۷؛ اور ابن حجر نے کتاب السان المیزان ج ۴ ص ۲۰۹ میں اس کو رد کیا ہے اور کہا یہ حدیث موضوع ہے۔ مرآد) ص ۱۴۸

عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ لما عرج بی رأیت علی ساق العرش مکتوبا لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ اید تہ بعلی:
انس سے مروی ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مجھے معراج ہوئی تو میں نے عرش کے پایہ پر لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ایدتہ بعلی۔ (ابن عساکر ج ۴۲ ص ۳۴۴؛ خطیب بغدادی ج ۱۱ ص ۱۷۳ سلسلہ ۵۸۷۶؛ الدرالمنثور ج ۴ ص ۱۵۳، معجم کبیر طبرانی ج ۲۲ ص ۲۰۰؛ شواھد التنزیل ج ۱ ص ۲۹۸؛ نظم درر السمطین الراوندی ص ۱۲۰۔ص ۱۴۸

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ سے قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے تم کو پیچھے نہیں رکھا مگر اپنی ذات کے لئے تم میرے لئے اُس مرتبہ میں ہو جیسے موسیٰ کے لئے ہارون تھے اور میرے وارث ہو۔ تو حضرت علی نے پوچھا میں وراثت میں کیا لوں گا؟۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ جو وراثت انبیاء چھوڑا کرتے ہیں۔ حضرت علیؑ نے پوچھا انبیاء نے کیا وراثت میں چھوڑا تھا؟۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کی کتاب اور سُنت اور تم جنت میں میرے ساتھ میرے قصر میں ہوگے میری بیٹی فاطمہؑ سمیت اور تم میرے بھائی اور میرے رفیق ہو۔ص ۱۷۵ تا ۱۷۶ (معجم الکبیر طبرانی ج ۵ ص ۲۲۱؛ الثقات ابن حبان ج ۱ ص ۱۴۲؛ الدرالمنثور ج ۴ ص ۳۷۱؛ سیر العلام النبلاء ذہبی ج ۱ ص ۱۴۲؛ نہج الایمان ابن حجر ص ۳۷۹؛ الضحاک الاحاد والمثانی ابن ابی عاصم متوفی ۲۸۷ھ ج ۵ ص ۱۷۲) ص ۱۷۵ تا ۱۷۶۔

ابوبکر نے عائشہ کو مارنے کے ارادے سے جوتی اُٹھائی تھی۔ النعل لیعلونی (الدرالمنثور ج ۵ ص ۱۳۱؛ سھل الھدیٰ والرشاد ج ۹ ص ۷۰؛ الصالحی الشامی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com　　http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ج ١١ص ١۴٨)۔ص ١٨٢

نبی ﷺ تقریبا بیس سال تک خفیہ طور پر اللہ کی وحدانیت اور اُس کی عبادت کی طرف دعوت دیتے رہے۔ص ١٨٥

مروی ہے ابی قلابہ سے کہ عمر ابن خطاب ایک شخص کے پاس سے گذرے جو ایک کتاب پڑھ رہا تھا تو انہوں نے اس کو غور سے سُنا اُن کو اچھا معلوم ہوا اور اُس شخص سے کہا کیا اس کتاب میں سے تو مجھے کچھ لکھ کر دے گا؟ اُس نے کہا ہاں۔ عمر ابن خطاب ایک چمڑا بازار سے خرید کر لے آئے پھر اُس کو لکھنے کے قابل بنایا اور اُس شخص کے پاس لے کر آئے۔ اُس شخص نے اُس کے اوپر باہر اور اندر کی طرف لکھ دیا۔ پھر عمر اُس کو نبیؐ اکرم ﷺ کے پاس لائے اور اُس کو آپؐ کے سامنے پڑھنا شروع کیا اور ادھر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک متغیّر ہونا شروع ہوا تو انصار میں سے ایک نے اُس تحریر پر ہاتھ مارا اور کہا اے خطاب کے بیٹے! تیری ماں تجھے روئے کیا تو رسول اللہ ﷺ کے چہرہ کی طرف نہیں دیکھے گا اور تو یہ تحریر پڑھتا جا رہا۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں فاتح اور خاتم بنا کر بھیجا گیا ہوں اور مجھ کو جامع کلمات عطا کئے گئے ہیں اور اُن کے فواتح ورمیرے لئے کلام کو پورے طور پر مختصر کر دیا گیا۔ یہ لاپرواہی تمہیں ہلاک نہ کر ڈالے۔(الدر المنثور ج ٥ ص ١۴٨، المصنف ج ١١ ص ١١١ سلسلہ ٢٠٠٦٢ ابی بکر عبدالرزاق متوفی ٢١١ ھ)۔ص ١٩٧

عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کیا کہ عمر نے جماعت سے کہا کہ: ”الحمد للہ “ کو ہم جانتے ہیں یعنی حمد کے معنی کہ خلائق میں سے بعض بعض کی حمد کرتے ہیں، اور لا الہ الا اللہ کے معنی کہ اللہ کے سوا بہت سے معبودوں کی پرستش ہوتی تھی، اور رہا اللہ اکبر وہ تو ظاہر ہی ہے ہر نماز پڑھنے والا تکبیر کہتا ہے۔ آپ صاحبان بتلائیں کہ سبحان اللہ کیا ہے؟۔ ایک شخص نے کہا اللہ اعلم (اللہ سب سے بڑا عالم ہے)۔ تو عمر نے کہا عمر بڑا بدبخت ہوگا اگر اس کو اتنی خبر بھی نہ ہو کہ اللہ اعلم نہ معلوم ہو۔ اس پر حضرت علیؑ نے فرمایا: یہ اسم ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ممنوع ہے کہ خلائق میں سے کوئی اُس کی کسی صفت کو اپنی طرف منسوب کرے (یا اپنی صفات مختصّہ میں اُس کو شریک کرے مثلاً یہ کہے کہ خدا باپ ہے فلاں کا، اور اُسی کی طرف ہر وقت خلق رجوع ہوتی ہے اور یہ بات اُس کو (اللہ سبحانہ) کہنا پسند ہے۔ (مذکور ہے یہ الدر المنثور ج ٥ ص ١٥۴؛ کنز العمال ج ٢ ص ٥٦۴ سلسلہ ۴٧٣٩)ص ١٩٩

عمر ابن خطاب نے کہا کہ میں فلاں شخص سے بغض رکھتا ہوں۔ تو اس بات کا علم اُس فلاں شخص کو ہوا اور وہ عمر ابن خطاب کے پاس آیا اور اُس نے عمر سے پوچھا: کیا میں نے اسلام میں رخنہ کیا؟ عمر نے کہا: نہیں۔ پھر اُس نے پوچھا: کیا میں نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی ہے؟۔ عمر نے کہا نہیں پھر اُس شخص نے پوچھا کیا میں نے اسلام میں کوئی احداث یعنی بدعت کیا ہے؟۔ انہوں نے کہا: نہیں۔ اس پر اُس شخص نے پوچھا: پھر کیا بات ہے آپ مجھ سے بغض رکھتے ہیں؟۔ حالانکہ اللہ فرماتا والذین یوذون المومنین والمومنات ۔۔۔سورہ احزاب۔ آپ نے مجھے ایذا پہنچائی اللہ تم کو معاف نہ کرے۔ عمر یہ سُن کر اُس شخص سے معافی مانگنے لگے (الدر المنثور ج ٥ ص ٢٢٠؛ کنز العمال ج ٢ ص ۴٨١ سلسلہ ۴٥٥٢)۔ص ٢١٢ تا ٢١٣۔

عمر ابن خطاب کسی کنیز کو گھونگھٹ کی اجازت نہیں دیتے تھے کسی ایک کنیز ایسا کئے ہوئے دیکھا تو اُس کو اپنے درے سے مارا اور کہا: اپنے حجاب کو اُلٹ، آزاد عورتوں کے مشابہ نہ بن۔ (مذکور ہے الدر المنثور ج ٥ ص ٢٢١؛ المصنف ج ٢ ص ١٥٣)۔ص ٢١٣

عمر کے سامنے ایک عورت پیش کی گئی جس نے چھ ماہ کا بچہ جنا تھا۔ اُس کے حرامی ہونے کے تصور میں عمر نے اُس پر رجم کرنا چاہا۔ حضرت علی نے منع کیا اور فرمایا کہ قرآن میں و حملہ و فصالہ ثلثون شھرا (۴٦:١٥) پیٹ میں رکھنا اور دودھ پلانے کے تیس مہینے ہوتے ہیں اور پھر قرآن ہی میں ہے کہ فصالہ فی عامین (٣١:١۴) اور دو برس میں اُس کا دودھ چھوٹتا ہے۔ یہاں مدت حمل (٣٠) تیس ماہ میں سے چوبیس (٢۴) ماہ نکال لو تو چھ (٦) مہینے باقی رہتے ہیں۔ عمر نے اُس عورت کو چھوڑ دیا(الدر المنثور ج ١ ص ٢٨٨؛ کنز العمال ج ٥ ص ۴٥٧ سلسلہ ١٣٥٩٨)۔ص ٢۴۴

حدیبیہ کے وقت جب رسول اللہ ﷺ نے کسی کو مکہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے عمر ابن خطاب کو جب جانے کے لئے کہا تو عمر نے کہا یا رسول اللہ!

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com　　http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وہاں مجھے امن نہیں ہے ۔چنانچہ انکار کیا جانے کے لئے۔ص ۲۵۶

مروی ہے ابن ملیکہ سے اُنھوں نے کہا کہ دونوں ابوبکر اور عمر ہلاکت کے قریب پہنچ گئے تھے دونوں نے نبی ﷺ کے حضور میں اپنی آوازیں بلند کر لی تھیں۔ جب سورۂ حجرات کی آیت نازل ہوئی یا ایھاالذین اٰمنوا لا ترفعوا اصواتکم (۲:۹۴) (بخاری ج۶ ص۱۴۶ اور ج۸ ص ۱۴۵؛ الدرالمنثور ج ۶ ص ۸۴)۔ص ۲۶۴

عمر ابن خطاب کے اسلام لانے کا واقعہ جس میں انہوں نے کہا کہ وہ جب سورۂ حدید کی یہ آیت اٰمنو باللہ و رسولہ وانفقوا مما جعلنکم مستخلفین تو میں نے فوراً اشھد ان لآ الہ الااللہ محمد رسول اللہ کہا۔ (واضح رہے یہ سورہ مدنی ہے۔ تفصیل آگے مذکور ہے۔ مرادؔ)۔ص ۲۷۹

اصحاب نبی ﷺ میں سے پہلے اسلام لانے والوں کی فضیلت اُن کے بعد والوں پر اخبار سے بطریق استفاضہ ثابت ہے۔ چنانچہ خالد بن ولید کا عبدالرحمٰن بن عوف سے تکرار اور رسول اللہ ﷺ کا اولین کے اصحاب کی تعریف کرنا اسی سورہ حدید کی تفسیر میں موجود ہے۔ص ۲۸۰

ابن عباس سے کہ فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے قلوب مہاجرین کو دین سے غافل پایا تو بطور عتاب یہ سورہ حدید، نزول قرآن سے تیرھویں سال کے شروع میں نازل کیا۔ مروی ہے اعمش سے کہا انہوں نے جب اصحاب نبی ﷺ مدینہ میں آئے تو اُن کو زندگی کی جوراحت اور آسائش ملنی تھی ملی بعد اُس کے جس جدجہد میں وہ مبتلا تھے وہ اُس سے رک گئے اپنے بعض اعمال سے جن پر وہ پہلے قائم تھے لوٹ گئے تو بطور عتاب یہ آیت سورہ حدید آیت ۱۶ ۔ نازل ہوئی الم یان للذین امنوا۔۔الخ۔ ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔(تفسیر جلالین اور الدر المنثور ج۶ ص۱۷۵)۔ص ۲۸۱

ابن مسعود سے روایت ہے کہ بیشک مرد خدا اپنے بستر پر مرتا ہے اور شہید ہوتا ہے۔(المصنف ج۵ ص ۲۶۸؛ الدر المنثور ج۳ ص ۲۸۲؛ الکامل ابن عدی ج۶ ص ۳۸۸؛ فتح القدیر الشوکانی ج۲ ص۴۰۹)۔ص ۲۸۲

ابوبکر نے اپنے باپ ابوقحافہ کو اتنی زور سے طمانچہ مارا کہ وہ گر گیا۔ص ۲۸۵

ہندہ ام معاویہ نے جب بیعت کرنے آئی تو اپنے کو چھپائے ہوئے تھی۔ اس سے اس بات پر بیعت لی گئی کہ چوری نہ کرے گی، زنا نہ کرے گی اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرے گی۔ص ۲۹۵

جمعہ کی نماز کے لئے دو اذان عثمان کی ایجاد ہے۔ لوگوں نے اس امر پر اعتراض نہیں کی، ہاں جب انھوں نے منیٰ میں پوری نماز پڑھی تو لوگوں نے اعتراض کیا عذر یہ پیش کی گیا کہ قرآن میں یہ آیت ہے کہ فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ سورۃ النساء آیت ۱۰۱ یعنی قصر کرنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔[۱] ص ۲۹۷ تا ۲۹۸

سائب نے کہا کہ جب ہم عمر کے زمانے میں نماز پڑھتے ہوتے تھے اور پھر جب عمر نکلتے تو آکر منبر پر بیٹھ جاتے تھے تو ہم لوگ نماز پڑھنا بند کر دیتے تھے اور عمر ہم سے باتیں کرتے تھے اور بسا اوقات عمر اپنے قریب بیٹھے ہوئے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر بازار کا اور درہموں کا سوال کر لیتے (یعنی اشیاء کا بھاؤ) حالانکہ اس وقت موذن اذان دیتا ہوا ہوتا تھا۔ جب موذن اذان ختم کر دیتا تب وہ کھڑے ہو جاتے تھے۔ص ۲۹۸

خرشہ بن الحر سے روایت ہے کہ ایک دن عمر ابن الخطاب میرے پاس آئے ایک تختی دیکھی جس پہ لکھا تھا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ

---

[۱] اس دلیل کے جواب میں امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اللہ نے صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے احکام میں بھی یہی ارشاد فرمایا تھا فمن حج البیت اوا عتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما سورہ بقرہ ۱۵۸۔ امامؑ نے سوال کیا: کیا سعی رکن حج ہے کہ نہیں؟ جس کے عمداً نہ کرنے اور سہواً نہ کرنے پر حج باطل ہے؟۔ دوسری تاویل پیش کی گئی کہ عثمان نے منیٰ میں اقامت کی نیت کر لی تھی۔ یہ اور بھی غلط ہے اس لئے ۱۲ تاریخ کو منیٰ سے نکلنا ضروری ہے۔ مرادؔ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فاسعوا الیٰ ذکر اللہ۔تو عمر نے مجھ سے پوچھا یہ کس نے لکھ کر دیا؟ میں نے کہا: اُبی بن کعب نے۔فرمایا:اُبی ہم میں منسوخ آیتوں کا سب سے بڑا قاری ہے۔ اس کو فامضوا الیٰ ذکر اللہ پڑھو۔ص ۲۹۸

جب عمر ابن خطاب کو یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دیدیا ہے تو وہ عائشہ کے پاس گئے اور پوچھا اے ابوبکر کی بیٹی مجھے تیرے بارے میں یہ معلوم ہوا ہے کہ تو رسول اللہ ﷺ کو اذیت دیتی ہے۔تو عائشہ نے جواب دیا اے خطاب کے بیٹے تجھے مجھ سے باز پرس کرنے کا کیا حق ہے؟۔

(مسلم ج ۴ ص ۱۸۸؛فتح الباری ج ۹ س ۲۳۴؛ کنزالعمال ج ۲ ص ۵۲۸ سلسلہ ۴۶۶۴؛الدرالمنثور ج ۶ ص ۲۴۲)۔ص ۳۰۴

واقعہ غدیر راوی زید بن ارقم۔انی تارک فیکم ثقلین اولھما کتاب اللہ فیہ الھدیٰ والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب و رغبہ فیہ ثم قال واھل بیتی اذکر کم اللہ فی اھل بیتی اذکر کم اللہ فی اھل بیتی۔میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں اُن میں سے پہلی کتاب اللہ ہے جس میں ہدایت اور نور ہے۔کتاب اللہ کو پکڑ و اس کو سنبھالے رہو پھر فرمایا دوسرے میرے اہلبیت ہیں میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں،اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں (تکرار کے ساتھ فرمایا)۔ص ۴۴۴ تا ۴۵۴۔

زید ابن ارقم نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کے اہل بیت وہ ہیں جن پر صدقہ حرام کیا گیا اور وہ ہیں آل علیؑ اور آل عقیل وآل جعفر اور آل عباس۔(مسند احمد ج ۴ ص ۳۶۷؛امام احمد فضائل الصحابہ ص ۲۲؛مسلم ج ۷ ص ۱۲۳؛السنن الکبری البیھقی ج ۲ ص ۱۷۹ اور ج ۷ ص ۳۱؛شرح مسلم النووی ج ۱۵ ص ۱۸۰؛ معجم الکبیر طبرانی ج ۵ ص ۱۸۳)۔ص ۴۴۶

نہایہ میں ہے کہ مشہور قول یہی ہے کہ عترت آنحضرت ﷺ کے اُن اہل بیت کو کہتے ہیں جن پر زکواۃ حرام ہے۔ حاشیہ ص ۴۴۷

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جناب مرتضیٰ کے متعلق کہ تم میں فصل خصومات کی سب سے زیادہ صلاحیت علیؑ میں ہے اور یہ کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اُس کا دروازہ ہیں اقضاکم علی ، وانا مدینۃ العلم و علی بابھا۔(''اقضاکم علی'' مذکور ہے فتح الباری ج ۱۰ ص ۴۸۷؛تفسیر قرطبی جلد ۱۵ ص ۱۶۲، ۱۶۴؛المستصفی الغزالی ص ۱۷۰؛ابن عساکر ج ۵۱ ص ۳۰۰۔ص ۶۲۲

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com　　http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جلدسوم

عن عائشة قالت قال ابوبکر لما جال الناس عن رسول اللہ ﷺ یوم اُحد اوّل من فاء (رجع) ۔ عائشہ سے روایت ہے کہ ابوبکر نے فرمایا کہ جب لوگ اُحد میں رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر چلے گئے تو میں سب سے پہلے واپس لوٹا (المنجد ۔ حرف "ج" ص ۱۷۹ جال القوم جولة یعنی بھاگ جانے کے بعد واپس آنا) (مستدرک الصحیحین ج ۳ ص ۲۶۶؛ کنزالعمال ج ۱۰ ص ۴۲۵ سلسلہ ۳۰۰۲۵؛ طبقات ابن سعد حالات طلحہ ج ۳ ص ۲۱۸) ۔ ص ۴۸

استأذن ابوبکر علی النبی ﷺ و سمع صوت عائشة عالیا فلما دخل تناولها لیلطمها و قال لا اراک توفعین صوتکِ علی رسول اللہ ﷺ ابوبکر نے نبی ﷺ کی خدمت میں آنے کی اجازت چاہی اور اُنھوں نے عائشہ کی آواز کو سُن لیا جو اُونچی ہورہی تھی، جب گھر میں داخل ہوئے تو اپنا ہاتھ عائشہ کی طرف بڑھایا تا کہ طمانچہ ماریں اور فرمایا کہ آیندہ میں نہ دیکھوں گا کہ تو اپنی آواز کو رسول اللہ ﷺ کی آواز سے بلند کرے ۔
(مسند احمد ج ۴ ص ۲۷۵؛ سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۷۷۴؛ فتح الباری ج ۷ ص ۱۹) ۔ ص ۵۸

ابوبکر نے ایک پرندے کو دیکھا تو کہنے لگے اے پرندے تجھے مبارک ہو واللہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں تجھ جیسا ہوتا ۔ تو درخت پر آتا ہے اور اس کا پھل کھاتا ہے اور اُڑ جاتا نہ تجھ پر حساب اور نہ عذاب ۔ واللہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں راہ کی ایک جانب کھڑا ہوا ایک درخت ہوتا پھر مجھ پر کسی اُونٹ کا گزر ہوتا اور وہ مجھے اپنے منہ میں داخل کر لیتا اور چباتا پھر مجھے حلق میں اُتار لیتا پھر مجھے مینگنی بنا کر خارج کردیتا اور میں بشر نہ ہوتا ۔ (کنزالعمال ج ۱۲ ص ۵۲۸ سلسلہ ۳۵۶۹۹ ۔ اور ایسی ہی تمنا اِن کی بیٹی حضرت عائشہ کی بھی تھی ملاحظہ ہو طبقات ابن سعد حالات عائشہ ج ۸ ص ۷۴) ۔ ص ۸۴

اما حذیفة من النبی ﷺ واما اخبرہ ابوبکر ان النبی ﷺ قال الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل فقلت یا رسول اللہ و هل الشرک الا ما عبد من دون اللہ قال ثکلتک امک یا ابن ابی قحافة الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل مروی ہے حذیفہ سے کہ وہ روایت کرتے ہیں ابوبکر سے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے شرک تم میں زیادہ پوشیدہ ہے چیونٹی کی رفتار سے ۔ ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ شرک تو یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کریں، فرمایا تیری ماں تجھے روئے اے ابوقحافہ کے بیٹے! تم میں (فیکم) شرک چیونٹی کی رفتار سے موجود ہے ۔ (اس روایت کا ذکر کئی معتبر کتابوں میں موجود ہے مثلاً مجمع الزوائد الھیثمی ج ۱۰ ص ۲۲۴؛ مسند ابی یعلی احمد بن یعلی متوفی ۳۰۷ھ ج ۱ ص ۶۱؛ کنزالعمال ج ۳ ص ۸۱۶ سلسلہ ۸۸۴۷) ۔ ص ۸۹

واقعہ ثقیفہ: اس میں کئی متضاد روایتیں ہیں ۔ کسی میں ہے کہ جب حضرت علیؑ نے سُنا ابوبکر کی بیعت ہوگئی تو آپ فوراً بے تحاشہ ایسے گھر سے نکلے کہ صرف جسم پر کرتہ تھا اور فوراً جا کر بیعت کرلی ۔ ایک روایت ہے جب سب بیعت کر چکے تو ابوبکر نے پوچھا: علیؑ کہاں ہے؟ تو لوگ حضرت علی کو پکڑ کر لائے اور آپ نے فوراً بیعت کرلی، ایک اور روایت ہے کہ چھ ماہ کے بعد جب جناب سیدہ کی شہادت ہوگئی اور لوگوں کی توجہ آپ سے کم ہوگئی تو آپ نے ابوبکر کے پاس پیام بھجوایا اور دوسرے دن بیعت کرلی ۔ ایک روایت ہے کہ جب بیعت عامہ ہوئی تو سادات اہل بیت نے خلاف کیا مگر حضرات شیخین نے حُسن تدبیر سے اس مشکل کو بھی آسان کردیا ۔ ص ۹۷ تا ۱۰۱

مروی ہے ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ میں مامور ہوا ہوں اس پر کہ لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں یعنی صرف اللہ کو معبود مانیں اور اُس کی نماز بھی ضروری ہے جو اس کلمہ کا حق ہے ۔ عمر نے ابوبکر سے کہا کہ آپ اُن سے قتال کریں گے جو زکواۃ نہیں دے رہے ہیں جب کہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد اس کے بارے میں نہیں ہے۔ابوبکر نے جواب دیا نماز اور زکواۃ میں کوئی فرق نہیں ہے۔مصنف لکھتے ہیں کہ ابوبکر نے بروئے قیاس جلی زکواۃ کو اس پر قیاس کیا۔عمر نے کہا میں نے ابوبکر کے سینہ کو قتال کے لئے کشادہ دیکھا(ذکر اس کا ہے صحیح بخاری جلد ۸ ص ۱۴۱؛ مسند احمد ۱ ص ۳۶)۔ ص ۱۰۴

فقال والذی لا الہ الا ھو لو جرت الکلاب بارجل ازواج النبی ﷺ ماردت جیشا۔ ابوبکر نے اُن اصحاب سے جو لشکر کو بلانے کے حق میں تھے کہا: خدا کی قسم جسکے سوا کوئی معبود نہیں اگر ازواج النبی ﷺ کی ٹانگوں کو کتے کھینچنے لگیں تو میں اس لشکر کو واپس نہ بلاؤں گا (ابن عساکر ج ۲ ص ۶۰؛ کنزالعمال ج ۵ ص ۶۰۲ سلسلہ ۱۴۰۶۶؛ البدایۃ والنھایۃ ابن کثیر ج ۶ س ۳۲۶)۔جب عمر نے اصرار کیا اور کہا کہ اے خلیفہ رسول! لوگوں کی تالیف قلب کیجئے اور اُن کے ساتھ نرمی کیجئے۔تو ابوبکر نے جواب دیا کہ تو جاہلیت میں جبار تھا اور اسلام لانے کے بعد بزدل ہو گیا اجبار فی الجاھلیۃ وخوار فی الاسلام (الدرالمنثور ج ۳ ص ۲۴۱؛ کنزالعمال ج ۱۲ ص ۴۹۴ سلسلہ ۳۵۶۱۵)۔ص ۱۰۵

فلمابلغ ذلک عمر ابن الخطاب خرج حتی دخل علی فاطمۃؑ فقال یا بنت رسول اللہ واللہ ما من الخلق احد احب الینا من ابیک ومامن احد احب الینا بعد ابیک منک وایم اللہ ماذاک بما نعی ان اجتمع ھؤلآء النفر عندک ان امرتھم۔ان یحرق علیھم البیت ۔ عمر ابن خطاب کو جب یہ خبر ملی کہ لوگ خانہ سیدہ میں جمع ہیں تو یہ نکلے اور حضرت فاطمہؑ کے پاس آئے اور کہا اے رسولؐ کی بیٹی واللہ یہ محبت آپ کی اور آپ کے والد کی مجھے روک نہیں سکتی اس بات سے اگر یہ لوگ جو آپ کے پاس جمع ہیں تو میں اُن کے بارے میں حکم دوں کہ اُن کے اُوپر آپ کے اس گھر کو جلا ڈالوں۔ المصنف ابن ابی شیبۃ ج ۸ ص ۵۷۲؛ کنزالعمال ج ۵ ص ۶۵۱ سلسلہ ۱۴۱۳۸۔ص ۱۰۹

فوجدت فاطمۃ علی ابوبکر فی ذلک فھجرتہ فلم تکلمہ حتی توفیت وعاشت بعد النبی ﷺ ستۃ اشھر فلما توفیت دفنھا زوجھا علیؑ لیلا ولم یؤذن بھا ابابکر و صلی علیھا حضرت فاطمہؑ، ابوبکر سے ناراض ہو گئیں اور اُن کو چھوڑ دیا اور اُن سے کلام نہ کیا یہاں تک کہ انتقال ہو گیا تو اُن کے شوہر نے اُن کو رات میں ہی دفن کر دیا اور اس وفات کی اطلاع ابوبکر کو نہیں دی۔(اس روایت کا ذکر کئی کتابوں کیا گیا مثلاً صحیح بخاری کتاب المغازی باب خیبر جلد ۵ ص ۸۲؛ صحیح مسلم ج ۵ ص ۱۵۴)۔ص ۱۱۲

وان ابابکر جعل الجد ابا ولکن الناس تحیروا ابوبکر نے جد کو باپ قرار دیا لوگ اس بات پر حیرت میں مبتلا رہے (مسند احمد ج ۴ ص ۴) اس کے بعد کلالہ کی تفسیر میں اختلاف واقع ہوا۔اس کے جواب میں اکثر صحابہ کو عجز لاحق ہوا۔ عقبہ بن عامر جھنی کا قول ہے کہ اصحاب کسی الجھن میں نہیں پڑے جس قدر الجھن میں کلالہ کے بارے میں۔فان کان صوابا فمن اللہ وان کان خطأ فمنی و من الشیطان ابوبکر نے کہا کہ میں اس میں جو کچھ کہوں گا اپنی رائے سے کہوں گا اور وہ اگر صحیح ہے تو وہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر خطا ہے تو وہ میری اور شیطان کی طرف سے ہے۔(سنن دارمی ج ۲ ص ۳۶۶؛ سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۴۶۹)۔ص ۱۱۷

فقال الناس أتستخلف علینا فظا غیلظا ولو قد ولینا کان افظ واغلظ۔ابوبکر نے عمر ابن خطاب کو خلیفہ بنانے کے لئے وصیت کرنی چاہی تو لوگوں (طلحہ) نے کہا کہ آپ ہم پر ایسے شخص کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں جو تندمزاج اور سخت دل ہے اور وہ اگر ہم پر والی بن گیا تو اور بھی تندمزاج اور سخت دل ہو جائے گا۔(المصنف ابن ابی شیبۃ ج ۷ ص ۴۸۵؛ المعیار والموازنۃ أبی جعفر الاسکانی المعتزلی متوفی ۲۲۰ ھ ص ۴۷؛ شرح نھج البلاغہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com　http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ابن ابی الحدید ج ۱ ص ۱۶۴ (انہوں نے لوگوں کی جگہ طلحہ کا نام لکھا ہے؛ ابن عساکر ج ۳۰ ص ۴۱۲)۔ص ۱۲۲

قال له یا ابن الخطاب انی انما استخلفتک نظرا لما خلفت ورائی۔ وحذرک هؤلآء النفر من اصحاب محمد ﷺ الذین قد انتفخت اجوافهم و طمحت ابصارهم واحب کل امرءٍ منهم لنفسه وان لهم لخیرة عند زلة واحدة منهم فایاک ان تکون واعلم انهم لن یزالوا منک۔ جب عمر ابن خطاب کو ابوبکر نے خلافت کے لئے نامزد کر دیا تو کہا: اے ابن خطاب! میں نے تم کو خلیفہ بنایا اُس کام پر نظر کرتے ہوئے جو تم نے میرے لئے کیا۔ میں تم کو اصحاب محمد ﷺ میں سے اُن لوگوں کے طریقہ سے بچانا چاہتا ہوں جن کے پیٹ پھول گئے اور اُن لوگوں کی نگاہیں اونچی ہو گئیں اور اُن میں سے ہر ایک اپنے نفس کو پسند کرنے لگا اور ہر لغزش کو ایک خیر سمجھنے لگا۔ خبردار کہ تم ایسے ہو جاؤ (تاریخ مدینه ابن شبة النمیری ج ۲ ص ۶۷۳؛ ابن عساکر ج ۳۰ ص ۴۱۶؛ کنز العمال ج ۵ ص ۶۷۹ سلسه ۱۴۱۸۰)۔ص ۱۲۴

وعن عرفجة السلمی قال قال ابوبکر ابکو فان لم تبکوا فتباکوا۔ عرفہ سلمی سے مروی ہے کہا کہ ایک مرتبہ ابوبکر نے فرمایا روؤ۔ اگر تم کو رونا نہ آئے تو رونے کی صورت بنالو۔ص ۱۲۸

مروی ہے اسلم مولی عمر سے کہ عمر ایسے وقت میں ابوبکر کے سامنے گئے جب کہ وہ اپنی زبان کھینچ رہے تھے۔ تو عمر نے کہا اے خلیفه رسول الله یہ کیا کر رہے ہو؟ تو فرمایا کہ یہی وہ ہے جس نے مجھے ہلاکت میں ڈالا ہے۔ (الدر المنثور ج ۲ ص ۲۲۱؛ کنز العمال ج ۳ ص ۸۳۴ سلسلہ ۸۸۹۰)۔ص ۱۲۹

خالد یعنی خالد بن سعید اور اُن کے بھائی رسول اللہ ﷺ کے عمال میں سے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی تو یہ اپنے عہدۂ عمالت سے لوٹ آئے تو اُن سے ابوبکر نے کہا کہ کیا بات ہے تم کیوں اپنا عہدہ عمالت سے لوٹ آئے چونکہ رسول اللہ ﷺ کے عمال میں سے کوئی تم سے زیادہ اس عمل کا حقدار نہیں اس لئے اپنے عہدوں پر واپس جاؤ۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم ابو اجحة کی اولاد ہیں رسول اللہ ﷺ کے بعد اب ہم کبھی کسی کے لئے ملازمت نہیں کریں گے۔ پھر یہ سب شام چلے گئے اور ان سب کو قتل کر دیا گیا۔ (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۲۴۹)ص ۱۳۷

قتیلہ بنت اشعث سے رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا تھا اور اُن کے پاس جانے سے پہلے آنحضرت ﷺ کی وفات ہو گئی تو اُن سے حضر موت میں عکرمہ بن ابی جہل نے نکاح کر لیا۔ یہ خبر ابوبکر کو پہنچی تو کہا یہ دل چاہتا ہے کہ ان دونوں کے اوپر ان کے گھر کو پھونک دوں۔ تو اُن سے عمر نے کہا کہ وہ امہات المؤمنین میں سے نہیں ہیں۔ (مستدرک حاکم ج ۴ ص ۳۸؛ اسد الغابة ج ۵ ص ۵۳۳؛ الاصابة ج ۸ ص ۲۹۲)۔ص ۱۳۹

اسلم مولی عمر ابن خطاب کا قول ہے کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں اشعث بن قیس کی طرف جب کہ وہ زنجیروں میں بندھا ہوا تھا اور وہ فعلت و فعلت کہہ رہا تھا (یعنی میں نے ایسے کام کئے اور بھی کئے) اپنے جرائم کا اقرار خود کر رہا تھا۔ یہاں تک آخر کلام میں میں نے سُنا اشعث کہہ رہا تھا ابوبکر سے کہ: آپ مجھ کو باقی رکھئے اپنی جنگ کے لئے اور اپنی بہن کا مجھ سے نکاح کر دیجئے تو ابوبکر نے ایسا ہی کیا۔ ابو عمر کہتے ہیں ابوبکر کی بہن اُم فروہ بنت ابی قحافہ تھیں اور یہ ماں ہیں محمد بن اشعث کی۔ ا ۔ص ۱۴۶

ا محمد بن اشعث: قاتلان امام حسینؑ اور قاتلان حضرت مسلمؑ، اس اُم فروہ سے ایک بیٹی جعدہ بنت اشعث ہے جو زوجہ امام حسنؑ تھی جس نے معاویہ سے سازش کر کے امام حسنؑ کو زہر دیا۔ ابوبکر کی ایک بیٹی عائشہ جن کردار اہل بیت کے خلاف عام ہے۔ دوسرے داماد زبیر جو حضرت علیؑ سے بیعت کی پھر جمل میں آمادہ پیکار ہو کر آئے، تیسرے طلحہ داماد ابوبکر ہیں یہ بھی بیعت کرنے کے بعد جمل میں حضرت علیؑ کے خلاف تیار ہو کر آئے ہلاک کر دیا۔ یہ خاندان ابوبکر سوائے محمد ابن ابی بکر دشمن اہل بیت رسولؐ رہا ہے۔ اشعث ابن قیس وہی شخص ہے جس نے صفین میں حضرت علیؑ سے سخت کلامی کی اور حضرت علیؑ کے خلاف بغاوت کی لوگوں کو ورغلایا کہ جنگ میں حکم مقرر کیا جائے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com　http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

ابوبکر کے دل میں شام اور روم کی فتح کا داعیہ پیدا ہوا تھا۔ص ۱۴۸

روز روز ایک نئی فتح اور بے اندازہ غنیمت مسلمانوں کے حصّہ میں آرہی تھی۔ص ۱۴۹

ابوبکر کا عمر کو خلیفہ بنانے کا وصیت نامہ عثمان نے لکھا تھا چنانچہ جب ابوبکر نے لکھوانا شروع کیا کہ امابعد میں نے تم خلیفہ بنایا۔ پھر ابوبکر بے ہوش ہوگئے۔ جو کچھ ابوبکر نے کہا تھا عثمان نے وہ لکھ لیا اور اپنی طرف سے لکھا کہ ''عمر ابن خطاب کو'' جب ابوبکر کو ہوش آ گیا تو پوچھا کیا لکھا؟ عثمان نے کہا: عمر ابن خطاب کا نام لکھا ہے۔ص ۱۵۰

وقت وفات ابوبکر نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کس دن ہوئی؟۔ تو لوگوں نے جواب دیا پیر کے دن۔ص ۱۵۳

عبداللہ ابن عمر وحی کے ایک سال قبل (بعثت سے) پیدا ہوئے، اور عمر ابن خطاب نے بعثت کے چھٹے سال اسلام قبول کیا۔ (حالانکہ عبداللہ ابن عمر ابن خطاب بعثت کے چھ برس کے بعد پیدا ہوئے اور ہجرت کے وقت اُن کی عمر سات سال سے کم تھی اور وقت وفات جناب ابوطالب ۳ سال یا اُس بھی کم سن کے تھے جنہوں نے ایمان ابوطالبؑ کی حدیث کی روایت کی ہے۔ اس لئے کہ ۵ ہجری غزوہ خندق میں اُن کی عمر ۱۴ یا ۱۵ سال تھی اس لئے فوج میں شامل کرلیا گیا تھا (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۲۸۴)۔ص ۱۵۶

عن يعلى ، عبيد الله بن موسى ، الفضل بن د كين، محمد بن عبدالله الاسدى، مسعر، القاسم بن عبد الرحمن بن عبد الله بن مسعود: فكان عبد الله بن مسعود يقول ماكن تقدر على ان نصلّى عند الكعبة حتى اسلم عمر ابن خطاب فلما اسلم قاتل قريشا حتى صلّى عندالكعبة وصلينا معه عبداللہ ابن مسعود کہا کرتے تھے کہ ہم اُس پر قدرت نہیں رکھتے تھے کہ کعبہ کے قریب نماز پڑھ لیں یہاں تک کہ عمر اسلام لائے [1]۔ص ۱۵۹

---

[1] اس حدیث کا ذکر مع اسناد طبقات ابن سعد (عربی) ج ۳ ص ۲۷۰؛ مجمع الزوائد الھیثمی ج ۹ ص ۶۳ نے لکھا ہے اور مزید واضح یہ کہ :۔

أن القاسم لم يدرک جده ابن مسعود۔يعلى ۔ميزا ن الاعتدال ج ۴ ص ۴۵۶ تا ۴۵۷ سلسله ۹۸۳۴ یعنی قاسم اپنے جد ابن مسعود کو کبھی نہیں دیکھا۔

عبيدالله بن موسى: وضعواله أحاديث فحدث بها ولم يدر۔ ميزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۶ سلسله ۵۳۹۹

مسعر : لم يعرف وأتى بخبر منكر۔ميزان الاعتدال ج ۴ ص ۹۹ سلسله ۸۴۶۹؛ محمد بن عبد الله: ميزان الاعتدال قال ابو حاتم لا يحتج به؛

القاسم بن عبدالرحمن بن عبد الله بن مسعود ميزان الاعتدال ج ۳ ص ۳۶۷؛ رواه الطبرانى أن القاسم لم يدرک جده ابن مسعود السنن الكبرى البهيقى ج ۶ ص ۲۵۵۔

اس روایت کی رد میں یہ روایت ہے جو عفیف کندی کا واقعہ ہے کہ اچانک ایک نوجوان قریب کے اونی خیمے میں سے نکلا اور اُس نے سورج کی طرف دیکھا۔ جب اُس نے دیکھ لیا کہ سورج مغرب کی طرف جھک گیا تو اُس نے بہت اہتمام کے ساتھ وضو کی اور پھر نماز پڑھنے کھڑا ہوگیا۔ کعبہ کی طرف رخ کر کے۔ پھر ایک لڑکا جو بالغ ہونے کے قریب کی عمر کا تھا اُس نے بھی وضو کی اور اُس نوجوان کے برابر کھڑے ہو کر وہ بھی نماز پڑھنے لگا، پھر اسی خیمے سے ایک عورت نکلی اور وہ ان دونوں کے پیچھے نماز کی نیت باندھ کر کھڑی ہوگئی، اس کے بعد اس نوجوان نے رکوع کیا تو اُس لڑکے اور عورت نے بھی رکوع کیا۔ پھر وہ نوجوان سجدے میں چلا گیا تو وہ لڑکا اور عورت بھی سجدے میں چلے گئے۔ میں نے (عفیف کندی) یہ منظر دیکھا تو عباس سے پوچھا: عباس یہ کیا ہو رہا ہے؟ انہوں نے جواب دیا یہ میرے بھائی عبداللہ کے بیٹے محمد (ﷺ) کا دین ہے اس کا دعوی ہے کہ اللہ تعالی نے اُس کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے یہ لڑکا میرا بھتیجا علی ابن ابی طالب ہے اور یہ عورت محمد (ﷺ) کی بیوی خدیجہ ہے۔ جب عفیف مسلمان ہوئے تو ان کو اس بات کا افسوس رہا کہ کاش چوتھا میں ہوتا۔ (اس حدیث کا ذکر طبقات ابن سعد اردو ج ۷ ص ۳۳؛ سیرۃ حلبیہ ج ۲ ص ۲۰۹ تا ۲۱۰ ؛ مسند احمد ابن حنبل ج ۱ ص ۲۰۹؛ مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۸۳؛ تاریخ کبیر بخاری ج ۷ ص ۴۷ میں ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فقلت یا رسول اللّٰہ اخبرنی ما ذایبکیک انت و صاحبک فان وجدت بکآء بکیت وان لم اجد بکاء تباکت لبکائما(مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۳۱ و ۳۳؛ صحیح مسلم ج ۵ ص ۱۵۷۔ عمر ابن خطاب نے دیکھا کہ آنخضرت ﷺ اور ابوبکر رور ہے ہیں تو عمر ابن خطاب نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے بتائے کہ آپ کیوں رو رہے ہیں اور آپ کا ساتھی بھی تو اگر مجھے رونا آئے گا تو میں بھی روؤں گا اور اگر رونا نہیں آئے گا تو آپ کے گریہ کے ساتھ شریک ہونے کے لئے رونے کی صورت بناؤں گا (رونا یا رونے کی صورت بنانا سیرت نبیؐ ہے اور سیرت صحابہ ہے)۔ص ۱۶۳

خندق کی جنگ میں جب عمر ابن خطاب نے ضرار بن الخطاب الفهری کا پیچھا کیا تو وہ پلٹا اور عمر کی طرف نیزہ کھینچا اور پھر اُس نے روک لیا اور کہا یہ میرا قابل شکر احسان ہے جو میں نے تجھ پر قائم کیا ہے (شبلی نعمانی نے بھی اس کا ذکر اپنی کتاب سیرۃ النبی میں کیا ہے)۔ص ۱۶۷

رسول اللہ ﷺ نے خندق کی لڑائی کے وقت عصر کی نماز قضا کی اور عمر ابن خطاب نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کفار قریش کو گالیاں دیں [1]۔ص ۱۶۷

حضرت فاروق کو کتنی ہی مرتبہ غلبات کے درمیان اشتباہ واقع ہوا تھا۔ص ۱۷۴

حضرت فاروق کی تہذیب و تربیت میں کتنی ہی مرتبہ آنخضرت ﷺ سے غصہ و ناراضی کا ظہور ہوا جیسا کہ نسخہ توریت کے وقت ہوا تھا۔ص ۱۷۶

أن عمر بن الخطاب أتى النبی ﷺ بكتاب أصابه من بعض اهل الكتاب فقرأه على النبي ﷺ فغضب و قال : امتهو كون فيها يا ابن الخطاب والذي نفسي بيده لو أن موسى (كان) حياً ما وسعه إلا أن يتبغني۔ سنن الدارمي ۱/ ۱۱۵؛ **كنزالعمال ۲ / ۳۵۳؛ الدر المنثور ۵/ ۱۴۸؛ أسد الغابة ۳/ ۱۲۶ ؛مسند امام احمد ابن حنبل ج۳ ص۳۸۷؛ مجمع الزوائد الهيثمی ج ۱ ص ۱۷۴؛ فتح الباری ج۱۳ ص ۴۳۸)۔** ص ۱۷۶۔

---

[1] حدثنا وکیع، عن علی بن مبارک، عن یحیی بن أبی کثیر عن أبی سلمه، عن جابر بن عبداللّٰه الانصاری قال جاء عمر یوم الخندق فجعل یسب کفار قریش یقول یا رسول اللّٰه ما صلیت العصر حتی کادت الشمس ان تغیب فقال النبی ﷺ قانا واللّٰه ما صلیتها۔ اس حدیث کو کئی کتابوں میں نقل کیا گیا ہے جس کے رواۃ یوں ہے وکیع، علی بن مبارک، یحییٰ بن أبی کثیر، أبی سلمة، جابرؓ ابن عبداللّٰه انصاری۔

وکیع بن الجراح : فن حدیث کے ارکان میں شمار کئے جاتے ہیں اور ابوحنیفہ کے خاص شاگرد تھے اکثر مسائل میں انہی کی تقلید کرتے تھے۔ تہذیب التہذیب جلد ۹ ص ۱۴۰، میزان الاعتدال ج ۴ ص ۳۳۵۔ میں مذکور ہے کہ ۵۰۰ سے زائد احادیث میں انہوں نے غلطیاں کئی ہیں یہ قول احمد ابن حنبل کا ہے أخطأ وکیع فی خمسمائة حدیث۔ ابن مھدی کہتے ہیں کہ ان سے اکثر روایتیں میں غلطیاں کی ہیں۔ علی ابن عثمان کہتے ہیں احمد بن حنبل نے کہا کہ اس نے اہل صادق کے بارے میں جھوٹ کہا، اور یہ جھوٹے تھے من کذب بأهل الصدق فهو الکذاب۔ ایسا ہی ابن عساکر نے تاریخ بغداد جلد ۱۲ ص ۳۴۸ طبع دارالکتب العلمیة بیروت۔ المستفاد ابن النجار بغدادی متوفی ۶۳۴ھ طبع دارالکتب العلمیة بیروت ج ۲ ص ۱۰۵ اور بحر الام فیمن تکلم فیه الامام احمد بمدح أولم ابو المحاسن تالیف یوسف ابن المبرد ص ۱۶۸ طبع دارالکتب العلمیة بیروت میں ہے۔ وکیع اکثر حدیثوں میں اُن راویوں کا نام نہیں بتلاتے تھے جن سے انہوں نے حدیث لی ہے جس سے سامعین کو اشتباہ ہوتا تھا۔ سیرۃ النعمان ص ۱۷۵ علامہ شبلی نعمانی طبع مدینہ پبلشنگ کراچی۔ ۱۹۷ھ میں وفات پائی۔

علی بن مبارک: بخبر کذب، هو المهتم به۔ میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۵۲ سلسلہ ۵۹۱۶

یحییٰ بن أبی کثیر۔ قال ابن مبارک عن همام کما نحدث یحیی بن أبی کثیر بالغداة، ابن حبان: کان یدلس فکلما روی عن أنس فقد دلس عنه، لم یسمع من أنس ولا من صحابی قال أبو حاتم ول یدرک أحد من الصحابة إلا انسا راه رؤیة۔ تهذیب التهذیب ابن حجر عسقلانی ج ۱۱ ص ۲۳۶۔ میزان الاعتدال الذهبی ج ۴ ص ۴۰۲ سلسله ۹۶۰۷ قال یحیی بن القطان : مسلات یحیی بن أبی کثیر شبه الریح، ذکره العقیلی فی کتابه : ولهذا أوردته، فقال : ذکر بالتدلیس۔ یہ تھے اس حدیث کے راویان فیصلہ ناظرین کریں۔ مرادؔ)

Contact : jabir.abbas@yahoo.com　　http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بعث عمر و بعث الناس الی مدینتهم او قصر هم فقاتلو هم فلم یلبثوا ان هزموا عمر و اصحابه فجآؤا یجبنونه ویجبنهم۔

مستدرک الصحیحین ج۳ ص ۳۷؛ مجمع الزوائد ج۶ ص ۱۵۱؛ کنزالعمال ج۱۰ ص ۴۶۲ سلسله ۳۰۱۱۹؛ ابن عساکر ج۴۲ ص ۹۳؛ طبری (عربی) ج۲ ص ۳۰۰ (اردو) جلد اول ص ۳۵۹۔ رسول اللہ ﷺ خیبر کو روانہ ہوئے۔ جب وہاں پہنچے تو عمر کو بھیجا اور اُن کے ساتھ لوگوں کو روانہ کیا اُن یہودیوں کے شہر یا قصر کی طرف تو زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ عمر اور اُن کے اصحاب شکست کھا کر پسپا ہو کر واپس آئے اُن کے ساتھی اُن پر بزدلی کا الزام لگا رہے تھیا ور وہ اُنساتھیوں پر بزدلی کا الزام لگا رہے تھے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا ہے اور حضرت مرتضیٰؑ نے یہ ایک بلیغ کلام فرمایا ہے۔ چونکہ یہاں مقصد جنگ میں (اپنے نقصان کی پرواہ کئے بغیر) گھس جانا تھا تو اُس کے ترک کو لفظ جبن (نامردی) سے تعبیر کیا۔ ص ۱۷۸

معاویہ اور عمر ابن خطاب کی گفتگو۔ ص ۲۵۷

قال عمر انی اراک تقول ان صاحبک اولی الناس بها یعنی علیا قلت اجل واللّٰه انی لا قول ذلک فی سابقته و علمه و قرابته و صهره قال انه کما ذکرت ولکنه کثیر الدعابة، فعثمان قال واللّٰه لو فعلت لجعل بنی ابی معیط علی رقاب الناس یعلمون فیهم بمعصیة اللّٰه واللّٰه لو فعلت لفعل ولو فعل لفعلوا فوثب الناس الیه فقتلوه قلت طلحة بن عبیداللّٰه قال الا کیسع هو ازهیٰ من ذلک ما کان اللّٰه لیرینی اولیه امر امة محمد ﷺ و هو علی ما فیه من الزهوقلت الزبیر بن العوام قال اذا ملاطم الناس فی الصاع والمد قلت سعد ابن ابی وقاص قال لیس بصاحب ذلک ذاک صاحب مقنب یقاتل فیه قلت عبدالرحمن بن عوف قال نعم الرجل ذکرت ولکنه ضعیف عن ذلک واللّٰه یا ابن عباس ما یصلح لهذا الامر الا القوی فی غیر عنف واللین فی غیر ضعف الجواد فی غیر سرف الممسک فی غیر بخل۔ (ابن عباس نے کہا کہ: میں ایک دن عمر ابن خطاب کے ساتھ ٹہل رہا تھا اس دوران میں اُنھوں نے ایک لمبا سانس لیا کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ بس اُن کی پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ تو میں نے کہا: سبحان اللہ! واللہ آپ کے اندر سے ایسی سانس نہیں نکلی ہے مگر کسی امر عظیم کے لئے۔ فرمایا: کیا کہوں اے ابن عباس میں نہیں سمجھ سکا ہوں کہ اُمتِ محمد ﷺ کے لئے (خلافت کے لئے) کیا کروں۔ میں نے کہا: وہ کیسے؟۔ اللہ کا شکر ہے کہ آپ قادر ہیں اور ایک ثقہ مقام پر اس ذمہ داری کو رکھ دیں)۔ عمر نے کہا کہ: میں خیال کرتا ہوں کہ تم اس معاملے میں اپنے صاحب کو اس کے لئے سب سے زیادہ مستحق سمجھتے ہو۔ عمر اس سے حضرت علیؑ کو مراد لے رہے تھے، میں نے کہا: ہاں واللہ! میں اُن کے سابقہ اعمال اور اُن کے علم اور اُن کی قرابت اور اُن کے داماد ہونے کی وجہ سے اُن ہی کے لئے کہہ رہا ہوں۔ فرمایا: کہ وہ ایسے ہی ہیں جیسا تم نے ذکر کیا، لیکن وہ زیادہ مزاح کرتے ہیں (مراد ظرافت)۔ میں نے کہا: عثمان موجود ہیں تو بولے کہ: واللہ اگر میں نے ایسا کیا تو ابو معیط کی اولاد کو لوگوں کی گردنوں پر سوار کردے گا اور وہ لوگوں پر اللہ کی معصیت کے ساتھ حکمرانی کرنے لگیں گے۔ واللہ اگر میں نے ایسا کیا تو وہ ضرور وہی کرے گا اور جب وہ یہ کرے گا تو وہ لوگ بھی وہی کریں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ عثمان پر ٹوٹ پڑیں گے اور اُس کو قتل کردیں گے۔ میں نے کہا: طلحہ بن عبید اللہ۔ تو فرمایا: کہ اُکسیع یعنی غلط کار بلکہ وہ اس بھی بڑا ہوا خود پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرے کہ میں اُمت محمدی ﷺ کی تولیت اُس کے سپرد کردوں اور وہ اپنی اُسی صفت خود پسندی پر ہو۔ میں نے کہا: زبیر بن العوام۔ تو کہا: اگر وہ ہوا تو ہمیشہ لوگوں کی چھوٹی چھوٹی باتوں (صاع اور مد) کے بارے میں لوگوں کو طمانچے مارے گا اور امور مہمہ پر توجہ نہ دے گا میں نے کہا: سعد بن ابی وقاص تو کہا: وہ اس کا اہل نہیں وہ جنگی سواروں میں کا ایک شخص ہے، میں نے کہا: عبدالرحمٰن بن عوف۔ فرمایا: کہ بہت اچھا آدمی ہے جس کا تو نے ذکر کیا لیکن وہ اس ذمہ داری کے لئے ضعیف ہے۔ ص ۲۶۷ تا ۲۶۹ (ابن عساکر ج ۴۴ ص ۴۳۸؛ کنز العمال ج ۵ ص ۷۳۷ سلسلہ ۱۴۲۶۲؛ اور ج ۵ ص ۷۴۰ سلسلہ ۱۴۲۶۶؛ الفائق فی غریب

Contact : jabir.abbas@yahoo.com　http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

الحدیث محمود بن عمر الزمخشری متوفی ۵۳۸ھ ج ۳ ص ۱۶۸؛ المنخول الغزالی ص ۵۶۰؛ تاریخ المدینة ابن شبْه النمیری ج ۳ ص ۸۸۰۔ ۱؎ ص ۲۷۴

مروی ہے حسین ابن علیؑ سے فرمایا کہ میں عمر ابن خطاب کے پاس پہنچا جب کہ وہ منبر پر تھے تو میں اُس منبر پر چڑھ گیا اور میں نے عمر سے کہا کہ میرے باپ کے منبر پر سے اُترو، اور اپنے باپ کے منبر کی طرف جاؤ تو عمر نے کہا میرے باپ کے پاس کوئی منبر نہیں تھا۔ اور انھوں نے مجھے اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ میرے ہاتھ میں کچھ کنکریاں تھیں میں اُن کنکروں کو اُلٹ پلٹ کرنے لگا۔ یہاں تک جب عمر اُتر آئے تو مجھے اپنے ساتھ اپنے مکان پر لے گئے۔ پھر مجھ سے کہا: یہ کہنے کیلئے آپ کو کس نے سکھایا تو میں نے جواب دیا: واللہ مجھے کسی نے نہیں سکھایا۔ پھر مجھ سے کہا: میرے فرزند! اچھا ہوتا آپ ہمارے پاس آیا کرتے۔ چنانچہ پھر ایک دن میں اُن کے پاس گیا اور عمر ابن خطاب خلوت میں معاویہ کے ساتھ مشغول تھے اور دروازہ پر عبداللہ ابن عمر تھے۔ میں لوٹ آیا۔ اس کے بعد پھر عمر مجھ سے ملے تو کہا: میں نے آپ کو نہیں دیکھا۔ میں نے کہا: میں آیا تھا اور اُس دن آپ معاویہ کے ساتھ تنہائی میں تھے میں لوٹ گیا۔ عمر نے کہا : ابن عمر سے زیادہ میرے نزدیک اجازت کے لئے آپ سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ إنمه أثبت في رؤوسنا ما هدي الله و أنتم۔ يا إنما أنبت ما تري في رؤوسنا الله ثم أنتم۔ ہمارے سر پر جو بال ہیں اللہ نے آپ کے طفیل میں اُنھیں اُگایا ہے۔ (تاریخ بغداد خطیب ج ۱ ص ۱۵۲ باب الحسن والحسین؛ ابن عساکر ج ۱۴ ص ۱۷۶؛ تہذیب التہذیب حالات امام حسینؑ ج ۲ ص ۳۰۰؛ سیر اعلام النبلاء ذہبی حالات الحسینؑ ج ۳ ص ۲۸۵؛ معرفة الثقات ج ۱ ص ۳۰۲؛ تہذیب الکمال المزی ج ۲ ص ۴۰۴؛ کنز العمال ج ۳ ص ۶۵۵ سلسله ۳۷۶۶۲؛ الریاض النضرة المحب الطبری ج ۲ ص ۳۴۱ طبع دار الکتب العلمية بيروت۔) ص ۲۹۸

نبی ﷺ کی ازواج نے حج کے لئے عمر سے اجازت مانگی تو انہوں نے اجازت دینے سے انکار کیا۔ یہاں تک کہ جب اُن پر کافی دباؤ ڈالا گیا تو کہا اچھا مناسب انتظام ہونے پر آئندہ سال اجازت دوں گا۔ اور یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں۔ زینب بنت جحش نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے حجۃ الوداع کے وقت یہ سُنا کہ يقول عام حجة الوداع انما هو هذه الحجة ثم الحصر آپ نے ہم ازواج سے فرمایا یہ حج تمھارا ہے اب اس کے بعد ظہور حصر ہے یعنی بوریوں پر گھر میں بیٹھا رہنا۔ (اختلاف الحدیث امام شافعی ص ۵۱۳؛ مسند احمد ج ۵ ص ۲۱۸؛ ابی داؤد ج ۱ ص ۳۸۸، طبقات ابن سعد حالات زینب جحش ج ۸ ص ۵۳؛ باب حج النبی ﷺ ج ۸ ص ۲۰۸۔ الریاض النضرة المحب الطبری ج ۲ ص ۳۴۲ طبع دار الکتب العلمية بيروت اور کئی کتابوں میں اس کا ذکر ہے) ۲؎ ص ۲۹۰۔

عمر ابن خطاب جب تک بچہ دودھ پینا نہیں چھوڑ دیتا اُس وقت تک اُس کے لئے وظیفہ نہیں جاری کرتے تھے۔ اور خود اپنی اس غلطی پر نادم ہوئے اور کہا یا بؤ سا

۱؎ كان فيه صلى الله عليه و سلم دعابة۔ ميزان الاعتدال و سير اعلام النبلاء۔ حالات على بن عاصم ،! آنحضرتؐ کے مزاج میں ظرافت تھی! و ذكر له على للخلافة فقال لو لا دعابة فيه ۔ حضرت عمر کے سامنے حضرت علیؑ کا ذکر آیا کہ کیا علیؑ خلافت کے لائق نہیں ہیں انہوں نے کہا بیشک مگر اُن میں ظرافت نہ ہوتی۔ غریب الحدیث ج ۲ ص ۱۱۸ یعنی سب باتیں جو خلافت کے لئے ضروری ہیں اُن میں تھی مگر مزاج میں ظرافت کی وجہ سے خلافت کے سزاوار نہیں ہوئے اس لئے کہ اس سے رعب میں کمی ہو جاتی۔ النہایۃ فی غریب الحدیث ابن الاثیر ج ۲ ص ۹۳، شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج ۱ ص ۲۵۔ !هٰذه الدعابة اخرك الى الرابعة اسی ظرافت نے تو آپ (علیؑ) کو چوتھے درجہ میں رکھا۔ لغات الحدیث حرف ''د''۔ علامہ وحید الزمان ص ۳۷)

۲؎ ولم نعلم من أمهات المؤمنين امرأة خرجت إلى جمعة ولا جماعة في مسجد و أزواج رسول الله بكما نهن من رسول الله أولى بأداء الفرائض۔ اختلاف الحديث امام شافعی ص ۵۱۳) امام شافعی فرماتے ہیں کہ یا اس بات کا ہم کو علم نہیں کہ امہات لمؤمنین کبھی نماز جمعہ یا کسی نماز جماعت میں شرکت کی ہے اداء فرائض کے لئے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

لعمر کہ کس قدر بربادی ہے عمر کی مسلمانوں کے بچوں میں سے اُس نے کتنوں کو ہلاک کردیا۔(طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۳۰۱ ذکر استخلاف عمر)۔ص ۲۷۴

جب عمر ابن خطاب نے امام حسینؑ کو ایک ہزار درہم دیے اور ابن عمر کو پانچ سو تو عبداللہ ابن عمر نے احتجاجاً کہا کہ میں ایک طاقتور مرد تھا زمانہ رسولؐ میں۔ میں جب تلوار چلا رہا تھا اور اُس وقت حسنؑ اور حسینؑ بچے تھے مدینے کی گلیوں میں پھرتے تھے۔ان دونوں کو آپ نے ایک ایک ہزار دے رہے ہیں اور مجھ کو صرف پانچ سو۔ تو عمر نے کہا نعم اذهب فأتني باب كابيهما وام كامهما۔ہاں!جا میرے پاس ایسا باپ لے آ جیسے اُن کا باپ ہے اور ایسی ماں لے آ،جوان دونوں کی ماں کی مانند ہو،ایسا نانا لے آجو اِن دونوں کا نانا ہے، ایسی نانی لا جوان دونوں کی نانی جیسی ہو،ایسا چچا لا جیسے ان کا چچا ہو،اور ایسا ماموں لا جیسے ان کا ماموں ہو(الرياض النضرة المحب الطبرى ج ۲ ص ۳۴۰ طبع دار الكتب العلمية بيروت)۔ص ۲۹۲

روایت کیا عمر سے کہ مجھے نبی ﷺ نے دیکھا میں کھڑا ہو کر پیشاب کر رہا ہوں تو فرمایا: يا عمر لا تبل قائما۔ اے عمر! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کر۔(مستدرک حاکم ج ص ۱۸۵؛ابن ماجہ ج ا ص ۱۱۲ باب البول؛ترمذی ج ا ص ۱۰؛کنز العمال ج ۹ ص ۵۰۹ سلسلہ ۲۷۱۸۹)۔ص ۳۱۶

ابوبکر،یسار بن نمیر سے روایت کرتے ہیں:كان عمر اذا بال مسح ذكره بحائط او حجر ولم يمسه مآء(المصنف ابن ابى شيبة ج ۱ ص ۷۲، كنزالعمال ج ۹ ص ۵۱۸ سلسله ۲۷۲۳۲) قلت اجمع على ذلك علماء اهل السنة و ليس فيهما حديث مرفوع وانما هو مذهب عمر قياسا على الا ستنجاء من الحائط أطبق على على تقليد العلماء۔ عمر جب پیشاب کرتے تو اپنے ذکر کو دیوار یا پتھر سے صاف کرتے اور پانی کو چھوتے تک نہیں تھے۔میں کہتا ہوں کہ اس پر(یعنی ڈھیلے سے استنجاء پر)علماء اہل سنت نے اجماع کیا ہے اور اس بارے میں کوئی حدیث مرفوع نہیں ہے اور وہ صرف عمر کا مذہب ہے۔دیوار سے استنجا کرنے پر قیاس کرتے ہوئے اُس کی تقلید پر علماء نے ڈھیلے سے مطابقت کی ہے۔ص ۳۱۶

عمر ابن خطاب کے پاس زید بن ثابت کو اس الزام میں لایا گیا کہ غسل جنابت کے سلسلے وہ اپنی رائے سے فتوے دے رہے ہیں۔ جب اُن سے سوال کیا تو انہوں نے کہا"میں نے اپنے چچا سے یہ سُنا جب کہ کوئی شخص کسی عورت کے پاس جائے اور انزال کے بغیر اپنا عضو باہر نکال لے تو غسل نہیں"۔اس مسئلے کی تحقیق کے لئے تمام انصار اور مہاجرین کو بلوایا گیا تو تمام نے کہا اس سلسلے میں غسل نہیں ہے۔سوائے حضرت علیؑ کے اور معاذ صحابی کے انہوں نے کہا کہ جب ختنہ کی جگہ سے ختنہ گذر جائے تو غسل واجب ہوگیا۔اس پر عمر بیحد ناراض ہوئے اور کہا کہ تم لوگ اصحاب بدر ہو اور باہم اتنا اختلاف۔اس پر عمر نے بیٹی حفصہ سے اس مسئلے کو پوچھا کہ رسولؐ اللہ کی کیا سیرت تھی، انھوں نے کہا کہ اس بارے میں مجھے کچھ علم نہیں(المصنف ابن أبی شیبة الکوفی ج ا ص ۱۱۱)۔ص ۳۱۸

عمر نے فرمایا:کہ جنبی(جسے غسل جنابت کی ضرورت ہو)تیمّم نہیں کرے گا بدل غسل جنابت کے اگرچہ مہینہ بھر تک پانی میسر نہ ہو۔ص ۳۲۰

مالک نے روایت کیا کہ عمر نے اپنے مؤذن کو تعلیم کیا کہ :وہ یہ کہا کرے الصلواۃ خیرٌ من النوم۔یعنی نماز سونے سے بہتر ہے۔ص ۳۲۸

شافعی کے قدیم قول میں ہے کہ عمر ابن خطاب نے نماز پڑھی اور اُس میں قراءت نہ کی پھر نماز ختم کرنے کے بعد اُنہوں نے لوگوں سے پوچھا:میرا رکوع اور سجدے کیسے تھے تو لوگوں نے جواب دیا:اچھے تھے۔تو عمر ابن خطاب نے کہا:پھر کوئی اندیشہ نہیں۔ص ۳۳۴

انس سے روایت کرتے ہیں کہ ابوبکر اور عمر اور عثمان قراءت کا افتتاح کرتے تھے الحمدللہ رب العالمین سے،ایک روایت میں ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں پڑھا۔شافعی نے بسم اللہ جہر سے پڑھنے کو ترجیح دی۔ص ۳۳۵

شافعی، حسن سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اور ابوبکر،اور عمر قنوت پڑھا کرتے تھے نماز فجر میں رکوع کے بعد۔ص ۳۴۱

عمر نے کہا:کہ دعا ٹھیری رہتی ہے آسمان وزمین کے درمیان جب تک تو نبی ﷺ پر درود نہ پڑھے۔ص ۳۴۳

Contact : jabir.abbas@yahoo.com　　http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عمرنے فرمایا:کےصلوٰۃ سفردورکعت ہے۔عمرجب سفرکرتے تو تین میل چلنے کے بعدنمازقصرکیاکرتے تھے۔عمرنے کہادونمازوں کوجمع کرنا گناہ ہےسفریاغیر سفر۔جب کےصحت کے ساتھ یہ ثابت ہےرسول اللہ ﷺ نے تبوک میں دونمازوں کوجمع کیا۔ص ۳۴۵

تراویح اور عمرکا فرمانا کہ:یہ نعمت البدعة ہے۔ص۳۴۹

جنازوں کی نمازمیں تکبیرات کے بارے میں اصحاب میں کوئی پانچ کہتا تھااورکوئی ۴ چار جب یہ اختلاف عمرنے اپنے دورمیں دیکھا توسب کوجمع کیااورکہاتم اصحاب رسول ہوجب تمہارے درمیان ہی میں اختلاف ہےتوتمہارے بعدآنے والوں کا کیاحال ہوگاتم لوگوں کوایک چیزپرمتفق ہوناچاہئے۔ص ۳۵۸

ایک ابرآلوددن میں عمرابن خطاب نے روزہ افطارکرلیااورسمجھے کہ شام ہوگئی پھرایک شخص آیااورکہا:سورج ظاہرہوگیاہےتوعمرنے کہا یسیر اجتهدنا۔ہم نے اجتہادکرلیاتھا۔ص ۳۷۳

الشافعي عن حميد بن عبد الرحمن انّ عمر و عثمان كانا يصليان المغرب حين ينظران الى الليل البهيم ثم يفطران بعد الصلواة و ذلك في رمضان (كتاب المسند امام الشافعي ص ۱۰۴؛ سنن كبرى البيهقي ج۴ ص ۲۳۸؛ كنز العمال ج۸ ص ۶۱۲۔

شافعی،حمیدبن عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں کہ عمراورعثمان دونوں مغرب کی نمازاُس وقت پڑھتے تھے جب دیکھ لیتے تھے تاریکی رات کی،پھر افطارکیا کرتے تھے بعدنمازکےاور یہ رمضان میں ہوتا تھا۔ص ۳۷۴

عن سعيد بن مسيب كان عمر يكتب الى امراء لا تكونوا من المسوفين لفطركم ولا تنتظروا لصلوٰتكم اشتباك النجوم۔ المصنف عبدالرزاق الصنائى ج۴ ص ۲۲۵۔ سعیدبن میسّب سے کہ عمراپنے امراءکولکھا کرتے تھے کہ افطارمیں تاخیرکرنے والے نہ بنواورنہ اپنی نمازکے لئے ستاروں کی جگمگاہٹ کاانتظارکرو۔ص ۳۷۴

عن ابی عمرو الشيبانی بلغ عمر انّ رجلاً يصوم الدهر فعلاه بالدرة(فتح الباری ج ۴ ص ۱۹۳؛ المصنف ابن أبی شيبة ج۲ ص ۴۹۲)۔عمرکویہ اطلاع ملی کہ ایک شخص ہمیشہ روزہ رکھتاہے تو انہوں نےاسے بلاکردرہ مارا۔ص ۳۷۵

ابوبکرطاؤس سے روایت ہے کہ ابن عباس نے کہاتمتع کیا ہےرسول ﷺ نے ابوبکر نےعمرنےاورعثمان نے اورسب سے پہلے جس شخص نے اُس سے روکا وہ معاویہ ہیں۔(تمتع سے مرادکہ اول حج مفردکااحرام باندھا۔پھرعمرےکوبھی اُس میں شامل کرلیا)ص ۳۸۱

احمد بن حنبل عن جابر بن عبدالله تمتعنا مع رسول الله ﷺ و مع أبی بكر فلمّا ولّی عمر ابن خطاب خطب الناس فقال ان القرآن هو القران وان رسول الله هوالرسول كانتا متعتان على عهد رسول الله احدهٰما متعة الحج والأُ خرای متعة النسائمعناه ليستا بعده۔(﴿ و أنا انهى عنهما﴾۔ كنز العمال ج۱۶ ص ۵۲۱ سلسله ۴۵۷۲۲؛ تاريخ بغداد خطيب ج۱۴ ص ۲۰۲؛ تاريخ ابن عساكر ج۶۴ ص ۷۱؛ تهزيب الكمال المزی ج ۳۱ ص ۲۱۴؛ تذكرة الحفاظ ذهبی حالات مكی بن ابراهيم ج ۱ ص ۳۶۶)احمدبن حنبل نے جابرابن عبداللہؓ سے کہ ہم نے تمتع کیارسول اللہ ﷺ کے ساتھ اورابوبکرکے ساتھ پھرجب عمرخلیفہ ہوئے توعمرابن خطاب نے خطبہ دیااورکہاکہ بیشک قرآن (ہمیشہ کے لئے)وہی قرآن ہےاوراللہ کےرسولؐ وہی رسول ہیں۔رسول اللہ ﷺ کےزمانہ میں دومتعہ تھےایک متعة حج اوردوسرااعورتوں سے متعہ کرنا یہ دونوں اب باقی نہیں رہے۔(اصل کتاب میں ہے کہ میں ان کودونوں کومنع کرتاہوں۔مرادؔ)۔ص ۳۸۲

عمرسے جب وہ مکہ میں تھے کسی نے آکراُن سے پوچھا:کس جگہ سے میں عمرہ کروں (میقات) توعمرابن خطاب نےاُس سے کہاکہ جا علیؑ ابن ابی طالب سے پوچھ وہ جب آیااورحضرت علیؑ سے پوچھاتوآپ نے جواب دیا جہاں سےتونے شروع کیا۔پھریہ واپس آکرحضرت علیؑ کا جواب عمرابن خطاب کوسُنایا۔تو

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عمر نے کہا کہ اس جواب کے سوا میرے نزدیک کوئی اور جواب نہیں ہے (سنن دارمی ج ۱ ص ۲۲۱)۔ص ۳۸۳

جآء رجل الی عمر فقال ان لی ولیدة وابنتها وانهما قد اعجبتانی افاطاهما قال آیة أُحلت وآیة حرمت۔(المصنف ابن أبی شیبة الکوفی ج ۳ ص ۳۰۵) ایک شخص عمر کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ میری مِلک میں ایک جاریہ (کنیز) ہے اور اُس کی بیٹی ہے اور دونوں مجھے بہت پسند ہیں کیا میں دونوں سے جماع کرسکتا ہوں؟۔تو فرمایا ایک آیت (او ما ملکت ۔) سے تو حلال ہوجاتی ہے اور ایک آیت (ان تجمعوا) سے حرام ہوتی ہے۔ص ۴۱۰

شافعیؒ طاؤس سے روایت کرتے ہیں کہ ابو الصهباء نے ابن عباسؓ سے سوال کیا کہ تین طلاقیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک طلاق قرار دی جاتی تھی اور عہد حضرت ابوبکر میں بھی اور حضرت عمر کے ابتدائے امارت کے تین سال تک اسی پر عمل ہوتا رہا؟ ابن عباسؓ نے کہا: ہاں۔

مسلم طاؤس سے اور وہ ابن عباسؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر کے زمانے میں اور حضرت عمر کی خلافت کے دوسال تک تین طلاق کو ایک قرار دیا جاتا تھا۔پھر حضرت عمر ابن خطاب نے کہا کہ لوگوں نے عجلت کرنا شروع کردیا اس امر میں جس میں اُن کو مہلت دی گئی تھی تو کیوں نہ ہم اُن پر اُس کو جاری کردیں (یعنی تین طلاق کو تین ہی قرار دیں) کتاب" المسند" ص ۱۹۲ دارالکتب العلمیة بیروت الاما م شافعی" متوفی ۲۰۴ھ ؛ صحیح مسلم ج ۴ ص ۱۸۴ ؛ سنن ابو داؤدؒ باب تفریع ابواب الطلاق سلسله ۲۱۹۹ ج اول ص ۴۹۰؛سنن النسائی کتاب الطلاق ج ۶ ص ۱۴۵ ؛ السنن الکبری ج ۷ ص ۳۳۶ ۔ص ۴۱۷ تا ۴۱۸۔

قال عمر لو تقدمت فیها لرجمت یعنی المتعة ابوبکر عن سعید بن المسیب انه قال رحم اللّٰه عمر لو لا انه نهی عن المتعة صار الزنا جهارا (المصنف ابن أبی شیبة ج ۳ ص ۳۹۰ ؛ تاریخ المدینة ابن شبة النمیری ج ۲ ص ۷۲۰۔ابوبکر، ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ عمر نے فرمایا کہ اگر میرے سامنے یہ معاملہ آیا تو میں سنگسار کردوں گا۔آپ کی مراد متعہ تھا۔ابوبکر نے سعید بن المسیب سے کہ انھوں نے فرمایا: کہ عمر پر اللہ رحمت نازل کرے اگر وہ متعہ سے نہ روکتے تو کھلم کھلا زنا ہونے لگتا ۱؎ ۔ص ۴۳۰

قابل اعتبار صرف بچپن ہی کی رضاعت ہے۔عمر کا فیصلہ (سنن الکبری البیهقی ج ۷ ص ۴۶۱)۔ص ۴۳۹

دور عمر میں اُن کے عامل نے لکھا کہ: جو لوگ توریت پڑھتے ہیں سنیچر کو عبادت کرتے ہیں اور قیامت پر اُن کا ایمان نہیں اُن کے ذبیحوں کے بارے میں کیا حکم ہے۔تو جواب دیا کہ وہ لوگ اہل کتاب ہیں اُن کے ذبیحے اہل کتاب کے ذبیحے ہیں۔ قال ما نصاری العرب باهل الکتاب ولا یحل لنا ذبائحهم و ما انا بتارکهم حتی یسلموا او اضرب اعناقهم (سنن الکبری البیهقی ج ۹ ص ۲۱۶) عرب کے نصاریٰ (یعنی بنی تغلب) اہل کتاب نہیں ہیں اور ہمارے لئے اُن کے ذبیحے حلال نہیں ہیں اور میں اُن کو چھوڑنے والا نہیں یا تو اسلام قبول کریں یا میں اُن کی گردن ماروں (کنزالعمال ج ۶ ص ۲۶۷ سلسله ۱۵۶۳۷۔ص ۴۳۹

ولید بن عقبہ کے شراب کی علت پر کوڑے لگوائے گئے، حضرت علیؑ نے فرمایا: نبی ﷺ نے چالیس کوڑے لگوائے اور ابوبکر نے چالیس کوڑے لگوائے اور عمر نے اسی (۸۰) کوڑے اور مجھے سنت رسول ﷺ پسند ہے یعنی چالیس کوڑے لگوانا (صحیح مسلم ج ۵ ص ۱۲۶؛ سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۳۵۹)۔ص ۴۵۵

۱؎ اس کے برعکس ابن عباس کا قول ہے کہ اگر عمر متعہ کو حرام نہ کرتے تو ایک بھی زنا نہ کرتا۔دوسری حدیث ہے إلا شقی۔یعنی چند لوگ زنا کرتے اصل عبارت یوں ہے۔عن ابن عباس قال ماکنت المتعة إلا رحمة رحم اللّٰه بها هذا الامة ولا لا نهی عمر ابن خطاب عنها مازنی إلا شقي) تفسیر طبری جامع البیان ج ۵ ص ۱۹ ؛ شرح معانی الآثار ج ۳ ص ۲۶ ۔تفسیر قرطبی ج ۵ ص ۱۳۰ سورة النساء۔اور کنز العمال ج ۱۶ ص ۵۲۳ سلسله ۴۵۷۲۸،حضرت علیؑ کی طرف بھی اس روایت کو منسوب کیا گیا ۔مراد)

Contact : jabir.abbas@yahoo.com　　http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دوررسول اللہ ﷺ میں حضرت علیؑ خمس کی تقسیم کرتے تھے(السنن الکبری البیھقی ج٦ ص ۳۴۴)۔ص ۴۷۰

عمرابن خطاب کے آخرسال میں مال غنیمت جب بہت آیا تو عمر نے حضرت علیؑ کو بلوایا اور خمس دینا چاہا تو حضرت علیؑ نے لینے سے انکار کیا۔ص ۴۷۰

حدثنا عبد اللّٰہ القعنبی عن مالک عن زید بن أبی انیسة ان عبد الحمید بن عبد الرحمن بن زیدبن عمر بن الخطاب اخبرہ عن مسلم بن یسار الجھنی عن عمر ابن خطاب سئل عن ھذاہ الآیة :﴿واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظھورھم (سورة اعراف آیت ۱۷۲)﴾ اس آیت کی تفسیر میں عمرابن خطاب نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سُنا کہ: فرمایا کہ اللہ نے آدم کو پیدا کیا پھر اپنا دایاں ہاتھ اُس کی پشت پر پھیرا اور اُس سے ذریت کو نکالا پھر کہا کہ میں نے اُن کو پیدا کیا جنت کے لئے اور یہ عمل اہل جنت پر کاربند رہوں گے، پھر اُس کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور اس سے جو ذریت کو نکالا اور کہا میں اِن کو نار کے لئے اور یہ عملِ اہل نار پر کاربند ہوں گے۔تو ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللّٰہ ! ففیم العمل ؟ پھر عمل کا کیا ہوا؟۔(مسند احمد ج۱ ص ۴۵؛ سنن اَبی داوٗد کتاب السنۃ باب فی القدرج ۲ س ۴۱۴؛ ترمذی باب تفسیر سورہ اعراف ج ۴ ص ۳۳۱(عربی))۔ص ۵۰۸

مالک عن اسحق بن عبد اللّٰہ بن أبی طلحة عن انس بن مالک قال رأیت عمر بن الخطاب وھو یومئذ یطرح له صاع من تمر فیا کله حتی یأکل حشفھا۔مالک اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحۃ سے اور وہ انس بن مالک سے کہا کہ میں نے عمرابن خطاب کو دیکھا اس حال میں کے اس دن اُن کے سامنے ایک صاع (چھ پاؤنڈ، تین کیلو) کھجور ڈال دی جاتی تھی تو وہ اُس کو کھاتے تھے یہاں تک اُن میں کے خراب دانوں کو بھی (اصل عبارت میں حشفھا یعنی (Seed) گٹھلی)۔(کنزالعمال ج۱۲ ص ۶۱۲ سلسلہ ۳۵۸۹۹؛ طبقات ابن سعد باب استخلاف عمر ج۳ ص ۳۱۸)۔ص ۵۱۴

لم یفارقنا حتی یعھد الینا عھدا الجد والکلالة وابواب من ابواب الربوا۔(صحیح بخاری ج۵ ص ۲۴۳ کتاب الاشربة؛ سنن ّبی داوٗد کتاب الاشربة ج ۲ ص ۱۸۲) عمرابن خطاب کہتے تھے کہ کاش میں رسول اللہ ﷺ سے جدا نہ ہوتا یہاں تک کہ وہ مفصل حکم ہم کو نہ دیدتے، جد اور کلالہ اور چند ابواب سود کے۔ص ۵۱۸

عمرابن خطاب نے فتاوٰی اور قضاء کے بارے میں عبداللہ ابن مسعود کو یہ مشورہ دیا کہ وَلِّ حارَّھا مَن تَوَلّٰی قارّھا(سنن دارمی ج ۱ ص ۶۱؛ سیر اعلام النبلاء ج ۴ ص ۶۱۲)(جس کا بوجھ اُسی کے سر پر) یعنی فتوی اگر مشکل ہو تو پوچھنے والے ہی پر چھوڑ دو اپنے کو مصیبت مت ڈالو)۔ص ۵۲۶

۱اِس کے راویوں میں زید ابن أبی أنسیة جس کے بارے میں میزان الاعتدال ج ۲ ص ۹۸ سلسلہ ۲۹۹۰ میں ہے کہ امام نسائی کہا لیس به بأس؛ اور امام احمد نے لکھا کہ فی حدیثه بعض النکارۃ مراد)

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جلد چھارم

عمرابن خطاب نے کہا کہ ہمارے رومال ہمارے پاؤں کے تلوے ہوتے تھے جب ہم چکنی چیز کھاتے تو اُن سے ہاتھ مل لیتے تھے۔ص ۲۶

روایت کیا ہے ابن ابی شیرویہ دیلمی نے اپنی کتاب النقی اوردوسرے حضرات نے اس کی تخریج کی مختصراً الفاظ کے تغیر کے ساتھ اور یہ ہے کہ عمر کا ایک بیٹا تھا جسے ابوشحمۃ کہا جاتا تھا۔وہ ایک دن ان کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے زنا کیا ہے مجھ پر حد قائم کردیجئے۔آپ (عمر) نے کہا تو نے زنا کیا ہے؟ اُس نے کہا: ہاں اس سوال کا جب چارمرتبہ تکرارکیا۔فرمایا کہ: اورکیا تو اس کے حرام ہونے سے واقف نہیں تھا؟۔اُس نے کہا: کیوں نہیں میں جانتا تھا۔تو عمر نے کہا: اے جماعت مسلمان اس پر حد جاری کرو۔تو ابوشحمۃ نے کہا: اے جماعت مسلمان! جس نے میرے جیسا کام زمانہ جاہلیت میں یا اسلام میں کیا ہو وہ مجھ پر حد نہ لگائے۔یہ سُنتے ہی حضرت علی ابن ابی طالب کھڑے ہوئے اور اُنہوں نے اپنے بیٹے حسنؑ سے کہا تو انہوں نے دایاں ہاتھ پکڑا اور اپنے بیٹے حسینؑ سے کہا تو انہوں نے اُس کا بایاں ہاتھ پکڑا پھر اس کو سولہ کوڑے مارے تو بیہوش ہوگیا۔(الریاض النضرۃ المحب الطبری ج۲ ص ۳۵۷ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت؛ اکمال الکمال ج۵ ص ۴۴ ابن ماکولا متوفی ۴۷۵ھ، ؛ تاریخ الخمیس الجزا الثانی ص ۲۵۲ تا ۲۵۴؛ الاصابۃ ج۷ ص ۱۷۸ سلسلہ ۱۰۱۱۸) [1]۔ص ۳۶

عمر نے فرمایا کہ میں خطاب کے (اپنے باپ کے) اونٹ چرایا کرتا تھا اور وہ سخت اور تندمزاج تھا جب میں اُن کا میں کام کرتا مجھے تکلیف دیتا تھا اور جب کام میں کمی کرتا تھا تو مجھے مارتا اور اب ایسی صبح وشام گزر رہی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی ایسا نہیں جس سے میں ڈرتا ہوں (طبقات ابن سعد ج۳ ص ۲۶۶؛ کنزالعمال ج۱۲ ص ۶۵۲ سلسہ ۳۵۹۸۶؛ ابن عساکر ج۴۴ ص ۳۱۵)۔ص ۵۵

ایک ایسے بوڑھے سے روایت کرتے تھے جس کی ہنسلیاں بڑھاپے کی وجہ سے نیچے جھکی ہوئی تھیں وہ خبر دے رہا تھا کہ اُس نے عمر سے ایک مسئلہ میں فتوی پوچھا تو عمر اُس کو حضرت علیؑ کے پاس لے گئے۔تو حضرت علی نے پوچھا کیسے آنا ہوا؟ تو عمر نے مسئلہ کا ذکر کیا۔یہ سُن کر حضرت علی کہا: بجائے خود آنے کے آپ مجھے بلا لیتے۔اس پر عمر نے کہا کہا انا احق یاتیانک۔ آپ پاس آنا ہی حق ہے۔ص ۵۶

ایک عورت عمرابن خطاب سے زیادہ مہر باندھنے پر بحث کرنے لگی اور اس عورت نے دلیل میں آیت قرآنی واتیتھم احدھن کا حوالہ دیا۔جس کو سُن کر عمر نے اعتراف کیا اور کہا: کل الناس اعلم من عمر حتی العجائز سب لوگ عمر سے زیادہ عالم ہیں یہاں تک کہ بوڑھی عورتیں بھی۔ (المصنف ابن أبي شيبة ج۷ ص ۸۱؛ الدر المنثور ج۵ ص ۲۲۹)۔ص ۶۲

عمرابن خطاب کا حفصہ زوجہ رسول سے یہ کہنا کہ لقد علمت ان رسول اللہ ﷺ لا یحبک ولو لا انا لطلقک مجھے معلوم ہے کہ رسول اللہ تجھ سے محبت نہیں کرتے اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ تجھے طلاق دیتے۔(صحیح مسلم کتاب الطلاق ج۴ ص ۱۸۸؛ صحیح ابن حبان باب معشرۃ زوجین ج۹ ص ۴۹۷۔ص ۷۳

شراب کے لئے عمر کا یہ کہنا کہ اے اللہ تو ہم پر واضح اور صریح حکم نازل کر۔چنانچہ آیتیں نازل ہوتی رہیں اور عمر کا اصرار بڑھتا رہا۔ص ۸۰

[1] مکمل واقعہ یوں نقل ہے کہ ایک دن حضرت عمر بہت سے آدمیوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھے تے کہ ایک نوجوان عورت نے ایک بچہ لاکر حضرت عمر کے سامنے رکھا اور کہا کہ یہ آپ کا بچہ ہے۔حضرت عمر نے جواب دیا کہ میں تجھ کو نہیں پہچانتا۔تو وہ رونے لگی اور کہا کہ یہ آپ کے بیٹے ابوشحمۃ کا لڑکا ہے۔حضرت عمر نے پوچھا یہ حلال سے ہے یا حرام سے؟ تو اُس عورت نے جواب دیا میری جانب سے حلال ہے البتہ ابوشحمۃ کی جانب سے حرام ہے۔اس پر حضرت عمر نے اس سے پوچھا یہ کیسے ہوا سچ سچ بتلا اور اللہ کا خوف رکھ۔تو اُس نے کہا میں ایک روز بنی النجار کے باغ کے پاس سے گزر رہی تھی، ابوشحمۃ یہودیوں کی قربان گاہ سے شراب پیکر آرہے تھے مجھ کو دیکھا اور مجھے کھینچ کر باغ کی طرف لے گئے اور مطلب برآری کی میں اس کو پوشیدہ رکھا۔اب آپ سے انصاف کی طالب ہوں۔حضرت عمر کو سب کے سامنے شرمندگی ہو رہی تھی چنانچہ وہ اُبوشحمۃ کو بلوایا اور اُس نے اقرار جرم کیا۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com　　http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عمران بن سوادالليثي سے روایت ہے کہ ایک دن انہوں نے عمرابن خطاب سے کہا لوگ آپ سے چند باتوں کی وجہ سے معترض ہیں۔تو عمر نے کہا بیان کرو۔ انہوں نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں آپ نے حج کے مہینوں میں تمتع کو حرام کردیا۔ابوجعفر نے یہ جملہ بڑھادیا کہ حالانکہ وہ حلال ہے اور اُس کو رسول اللہ نے حرام نہیں کیا اور نہ ابوبکر نے۔تو فرمایا: ہاں تم لوگ ادھر حج کے مہینوں میں عمرہ کروگے تو تم اپنے حج کی طرف سے اس کو کافی سمجھ لوگے تو تمہارا حج ہوجائے گا تو مکہ پورے سال کے لئے خالی اس طرح رہے گا جیسے انڈے کا خول (بغیر زردی اور سفیدی کے)۔اور حج ایک رونق ہے اللہ کی قائم کردہ رونقوں میں اور میں نے جو کچھ کیا وہ ٹھیک کیا۔دوسری بات اعتراض کی وہ یہ کہ آپ نے عورتوں کے متعہ کو بھی حرام کردیا۔حالانکہ اللہ کی طرف یہ ایک رخصت تھی ہم ایک مٹھی بھر کھجور سے اپنا کام چلا لیتے تھے۔اور تین طلاق سے جدا ہوتے تھے۔عمر نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے متعہ کو اُس کے زمانہ ضرورت میں حلال کردیا تھا اور اب لوگ وسعت کی طرف لوٹ گئے (یعنی مالدار ہوگئے)۔کسی عورت سے اب بھی مٹھی بھر کھجور کے لئے نکاح کرلے اور تین طلاق سے جدا ہوجائے۔تیسری بات یہ کہ آپ نے لونڈی کو اگر بچہ پیدا ہوا اور اُس کے مالک کی مرضی کے بغیر آپ نے اسے آزاد کردیا۔فرمایا کہ میں نے حرمت کو حرمت سے ملادیا۔اور میں نے اس کا کوئی ارادہ نہیں کیا بجز خیر کے اور اگر یہ غلط ہے تو میں اللہ سے استغفار کرتا رہوں گا۔چوتھی بات یہ کہ لوگوں کو شکایت ہے آپ کی غصہ سے کام لیتے ہیں اور لوگوں کو سختی سے جھڑکتے ہیں۔(طبری ج ۳ص ۲۹۵؛ شرح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید ج ۱۲ ص ۱۲۱)۔ص ۲۳۶ تا ۲۳۷

جب عمر زخمی ہوگئے اور لوگوں نے اُن سے کہا یا امیر المؤمنین کسی کو خلیفہ بنادیجئے۔قال اجد احدا احق بھذا الامر من ھؤلاء النفر الرھط الذین توفی رسول اللہ و ھو عنھم راض۔تو فرمایا میں اس امر کے لئے اُن لوگوں سے یا اُس جماعت سے زیادہ مستحق کسی کو نہیں پاتا جن سے رسول اللہ ﷺ وفات تک خوش رہے۔پھر نام لیا علیؑ، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد ابن ابی وقاص، عبدالرحمٰن بن عوف کا اور فرمایا کہ عبداللہ ابن عمر تمھارے ساتھ موجود رہے گا لیکن امر خلافت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ص ۲۸۷

پھر جب عمر ابن خطاب کو دفن کرچکے تو اس جماعت کے اصحاب اکھٹے ہوئے۔تو عبدالرحمٰن نے کہا اپنے امر کو اپنے میں سے تین کی طرف منتقل کردو۔زبیر نے کہا میں اپنا امر علیؑ کی طرف منتقل کرتا ہوں اور طلحہ نے کہا میں اپنا امر عثمان کی طرف، اور سعد ابن ابی وقاص نے کہا میں اپنا امر عبدالرحمٰن کی طرف۔

(تین امیدوار تین کو ایک ایک ووٹ ملا۔اب عبدالرحمٰن نے اپنا حق عثمان کی طرف کیا اور اس طرح عثمان کو سعد کا ووٹ ملا طلحہ کا ووٹ ملا اور خود عبدالرحمٰن کا

شوریٰ: (جب حضرت عمر نے اپنے بعد خلیفہ کے انتخاب کے لئے ایک کمیٹی ترتیب دی جسے اسلامی تاریخ شوریٰ کے نام سے یاد کرتی ہے۔اس کمیٹی میں حضرت علیؑ، عثمان، طلحہ، زبیر، سعد ابن ابی وقاص اور عبدالرحمٰن بن عوف شامل تھے۔اور خلیفہ کا انتخاب ان کے باہمی مشورہ پر چھوڑ دیا گیا تھا کہ وہ اپنے درمیان میں سے ایک خلیفہ منتخب کرلیں۔یہ حکم بھی دیا گیا تھا کی اگر ان میں سے پانچ افراد ایک شخص پر متفق ہوجائیں اور چھٹا مخالف ہو تو اُسے قتل کردیا جائے۔اگر چار افراد ایک پر متفق ہوں اور دو مخالف ہوں تو دونوں کا سر کاٹ دیا جائے۔اور اگر تین تین کے دو گروپ ہوجائیں تو جس طرف عبدالرحمٰن بن عوف ہوں اُس کی بات مانی جائے گی اور اگر دوسرے تین اس پر راضی نہ ہوں تو ان تینوں کو قتل کردیا جائے گا۔

یہ واضح رہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف عثمان کے بہنوئی تھے اور سعد ابن ابی وقاص اور عبدالرحمٰن بن عوف ایک ہی خاندان بنی مخزوم سے تھے اور ایک دوسرے کے ابن عم تھے۔عرب کے قبائلی عصبیت کو دیکھتے ہوئے یہ سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا کہ سعد ابن ابی وقاص عبدالرحمٰن بن عوف کی مخالفت کریں گے یا عبدالرحمٰن عثمان کو نظرانداز کردیں گے۔اس طرح عثمان کے قبضے میں تین ووٹ پہلے ہی سے موجود تھے جن میں عبدالرحمٰن کا فیصلہ کن ووٹ بھی تھا۔اب رہے طلحہ، وہ ابوبکر کے خاندان بنی تیم سے تھے اور سقیفہ بنی ساعدہ کے بعد بنی ہاشم اور بنی تیم میں سخت عداوت چلی آرہی تھی۔مزید یہ کہ حضرت علیؑ نے جنگ بدر میں طلحہ کے چچا عمیر بن عثمان، اور طلحہ کے دو بھائیوں عثمان اور مالک کو قتل کیا تھا۔لہذٰا طلحہ کے لئے حضرت علیؑ کی حمایت نا ممکن تھی۔اس لئے اس کمیٹی کی تشکیل کے بعد حضرت علی نے اپنے چچا عباس سے کہہ دیا تھا کہ اس بار بھی یہ امر ہمارے ہاتھ سے نکل گیا۔بہر حال شوریٰ کے طریقہ کار اور اس کے اثرات پر اس طرح غور کرنے کے بعد جو کچھ شوریٰ میں ہوا اس پر تعجب نہیں ہونا چاہئے۔ابتداء ہی میں طلحہ نے عثمان کی حمایت میں اپنا نام واپس لے لیا۔تب زبیر حضرت علیؑ کے حق میں دست بردار ہوگئے۔اور سعد ابن ابی وقاص نے عبدالرحمٰن بن عوف کی حمایت میں دستبرداری اختیار کی۔عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کہ اگر مجھے خلیفہ بنانے کا اختیار دے دیا جائے تو میں بھی خلافت کی اُمیدواری سے دست کش ہوجاؤں گا۔اس طرح اب مقابلہ حضرت علیؑ اور عثمان کے درمیان رہا (باقی اگلے صفحہ پر)۔------------

Contact : jabir.abbas@yahoo.com   http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ووٹ۔مراؔد)۔پھر عبدالرحمٰن نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ آپ کو قرابت ہے رسول اللہ ﷺ سے اور اسلام میں جو خاص مقام ہے (والقدم فی السلام)۔آپ وعدہ کریں کے اگر ''میں نے'' تم کو امیر بنایا تو تم ضرور عدل سے کام کرو گے اور اگر عثمان کو بنایا تو تم اُن کی سُنو گے اور اطاعت کرو گے۔جب یہ کہہ چکے تو کہا عثمان ہاتھ اُٹھاؤ۔پھر اُن سے بیعت کر لی (اس شوریٰ کا واقعہ کئی کتابوں میں مختلف طریقوں سے ذکر ہوا ہے)۔ص ۲۸۹۔

وارسل الی کل اُفق بمصحف مم نسخوا وامر بما سواہ فی کل صحیفة او مصحف ان یحرق۔ صحیح بخاری (عربی) ج ٦ ص ۹۹ کتاب الفضائل القرآن باب جمع القرآن۔ عثمان نے حفصہ سے قرآن جواُن کے پاس تھا منگایا اور زید بن ثابت، عبداللہ ابن زبیر، سعید بن

(سلسلہ پچھلے صفحہ سے) دو دن تک حضرت علیؑ نے اپنے حق کی اثبات کیلئے مسلسل دلائل دئے کر سب کو لا جواب کر دیا۔اور جو اصل منصوبہ تھا کہ عثمان کو خلافت مل جائے وہ ناکام ہوتا نظر آ رہا تھا۔شب کے وقت عبدالرحمٰن بن عوف عمرو بن عاص کے پاس گئے اور صورت حال کی نزاکت بیان کی۔عمرو بن عاص نے یہ مشورہ دیا کہ کل صبح تم علیؑ کو اس شرط پر خلافت پیش کرو کہ وہ کتاب خدا، سنت رسول اور سیرت شیخین پر عمل کریں گے۔لیکن علیؑ سیرت شیخین کو قبول نہیں کریں گے۔اسوقت تم عثمان کے سامنے یہی شرطیں رکھنا اور وہ یقیناً قبول کر لیں گے تو تم اُن کے ہاتھ پر بیعت کر لینا۔عبدالرحمٰن بن عوف نے تشویش ظاہر کی کہ اگر علیؑ یہ شرطیں قبول کر لیں تو کیا ہوگا؟

عمرو بن عاص نے کہا علیؑ سیرت شیخین کو ہرگز قبول نہیں کریں گے۔تیسرے دن یہی ہوا۔حضرت علیؑ نے سیرت شیخین کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔تب عثمان کے سامنے یہ شرطیں رکھی گئیں اور اُنھوں نے قبول کر لیا اور خلیفہ بنا دئے گئے۔شرح نھج البلاغہ ابن ابی الحدید معتزلی ج۱ ص ۱۹۲۔

ملا علی قاری جو اہلسنت کی معتبر ترین عالم ہیں اپنی کتاب شرح فقہ اکبر صفحہ ۸۳ طبع محمد سعید کراچی لکھتے ہیں: قول عبدالرحمٰن بن عوف لکل منھما اولیک علٰی ان تعمل بکتاب اللہ و سنة رسول اللہ ﷺ و سیرة الشیخین فابی علیؑ ان یقلد ھما و رضی عثمان! یعنی عبدالرحمٰن ابن عوف نے ان (حضرت علیؑ) سے پوچھا کہ کتاب اللہ اور سنت رسولؐ اکرم اور سیرت شیخین پر عمل کرو گے؟ تو حضرت علی نے سیرت شیخین سے انکار کیا اور حضرت عثمان اس پر راضی ہو گئے۔معتبر تواریخ جیسے طبری حصہ سوم کا اول ص ۲۸۳؛ تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی طبع نفیس اکیڈمی ص ۱۵۸۔D

یہ تاوہ چکر جس کے نتیجہ میں ہر پھر کے خلافت کی تان حضرت عثمان پر ٹوٹتی تھی اور تشکیل شوریٰ کا مقصد و مدعا بھی یہی تھا جو پہلے سے طے شدہ اور حضرت عمر کے ذہن میں محفوظ تھا۔چنانچہ مورخین لکھتے ہیں: عن حذیفة قال قلت لعمر بالموقف من الخلیفة بعدک قال عثمان ابن عفان۔موقف حج میں حذیفہؓ نے حضرت عمر سے پوچھا کہ: آپ کے بعد خلیفہ کون ہوگا؟ تو حضرت عمر نے کہا: عثمان بن عفان۔تاریخ ابن عساکر ج۹ ص ۱۸۸؛ الثقات ابن حبان ج۸ ص ۲۷؛ کنز العمال ج۵ ص ۷۳۶ سلسلہ ۱۴۲۵۹؛ ریاض النضرة حالات عثمان ج۳ ص ۵۲۔

شوریٰ کے متعلق چند آرائیں:

Justice Amir Ali is critical of Omar's Shura that led to Osman's appointment (page 45, History of the Saracens).states: " In deviating, however from the example of his predecessor he made a mistake which paved the way to Omayyad intrigue "

جسٹس امیر علی نے انگریزی تاریخ اسلام میں لکھا ''خلافت کو شوریٰ کے حوالے کرنے میں خلیفہ دوم سے ایسی غلطی سرزد ہوئی جس نے بنی اُمیہ کی سازشوں کے لئے راستہ صاف کر دیا۔بنی اُمیہ سے عثمان خلیفہ ہوئے جن کا انتخاب اسلام میں تباہی کا باعث ہوا۔

علامہ ابن عبدربہ اپنی کتاب عقد فرید جلد ۲ ص ۲۰۳ میں لکھا ہے کہ أوفد ابن حصین علی معاویة فأقام عنده ما أقام ثم إن معاویة بعث إلیه لیلا فخلا به فقال له: یا بن حصین قد بلغني أن عندک ذهنا و عقلا فأخبرني عن شئ أسألک عنه۔ قال: سئلني؛ عما بدالک۔ قال: أخبرني ما الذي شتت أمر المسلمین و فرق أهوائهم و خالف بینهم قال: نعم قتل الناس عثمان۔ قال: ما صنعت شیئا؛ قال فمسیر علي إلیک وقتله إیاک؛ قال ما صنعت شیئا؛ قال ما عندي غیر هذا یا امیر المؤمنین؛ قال: فأنا أخبرک إنه لم یشتت بین المسلمین ولا فرق أهواء هم ولا خالف بینهم إلا الشوری التي جعلها عمر إلی ستة نفر: ابن حصین سے معاویہ نے کہا: تو بڑا ذہین ہے یہ بتلاؤ وہ کون سا امر تھا جو مسلمانوں میں انتشار اور اختلاف کا باعث ہوا؟۔ابن حصین نے کہا: قتل عثمان، معاویہ نے کہا: نہیں، ابن حصین نے کہا کہ: علیؑ کا خلیفہ ہونا اور آپ سے جنگ، معاویہ نے کہا: نہیں۔ معاویہ نے کہا سنو! یہ سب شوریٰ کی وجہ سے ہوا جو عمر نے چھ آدمیوں کے درمیان قائم کیا۔ مراؔد)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com　　http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

العاص اور عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام کو تحریر کرنے کا حکم دیا۔ اور جب کہ حفصہ کے بھیجے ہوئے اوراق کو مصحف میں لکھ چکے تو عثمان نے اُن اوراق کو حفصہ کے پاس واپس کر دیا اور اطراف ملک میں ایک ایک قرآن جو اُن صاحبان نے لکھے تھے روانہ کر دیا اور حکم دیا کہ اُن کے سوا جو قرآن کے اوراق یا مجموعۂ اوراق موجود ہو اُنھیں جلا دیا جائے۔ ص ۲۵۴ تا ۲۵۵۔

تبصرہ قرآن کے جمع کرنے پر:

(أن علي ابن أبي طالب كان جمعه لما قبض رسول الله وأتى به يحمله على جمل فقال هذا القرآن قد جمعته۔ تاريخ يعقوبی ج ۲ ص ۱۳۵؛ دور خلافت ابوبکر میں حضرت علیؑ نے قرآن جمع کرنے کے بعد اوراق قرآن کو ایک اونٹ کی پشت پر رکھا اور اسے لے کر مسجد نبوی کی طرف تشریف لائے۔ اُس وقت حضرت ابوبکر کے اطراف لوگ جمع تھے حضرت علیؑ نے ابوبکر کو مخاطب ہو کر فرمایا: یہ قرآن ہے جس کو میں نے بعد وفات رسول اللہ ﷺ جمع کیا ہے۔ حضرت علیؑ کو یہ جواب ملا: لا حاجة لنا به عندنا مثله ۔ الاحتجاج الطبرسی جلد اول ص ۱۰۷۔ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہمارے پاس اس کی مثل موجود ہے۔ مراؔد)

(قران کے لکھنے کی کمیٹی کے افراد:

زید بن ثابت کے بارے میں اتنا لکھنا ہی کافی ہے کہ عبداللہ ابن مسعود بزرگ صحابی رسول نے ان کے بارے میں یہ فرمایا: يقول لقد أخذت من في رسول الله ﷺ سبعين سورة كان زيد بن ثابت لصبي من الصبيان۔ یعنی جبکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو ۷۰ قرآن کے سوروں کی تعلیم دے چکے تھے اس وقت زید بن ثابت طفل تھے اور اطفال میں رہتے تھے۔ فتح الباری ج ۹ ص ۱۶، ابن عساکر ج ۳۳ ص ۱۳۹ بحوالہ مسند احمد ۲/۳۸۲؛ سیر اعلام النبلاء ذہبی ج ۱ ص ۴۸۷۔ انہوں نے خلافت چہارم کے وقت حضرت علیؑ کی بیعت نہیں کی تھی۔

عبد الله ابن زبير۔ جو متفق علیہ ایک ہجری میں پیدا ہوئے تھے اور قرآن جمع کرتے وقت ان کا سن صرف ۳۰ سال یا اس سے بھی کم تھا۔ یہ بیعت علیؑ تو دور کی بات ہے یہ اُن لوگوں میں سے ہیں جو جنگ جمل کی بنیاد ہیں۔

سعید بن عاص۔ ان کے ولادت بھی ایک ہجری کی ہے اور ان کے باپ کو حضرت علیؑ بدر میں قتل کر دیا تھا انہوں نے بھی بیعت علیؑ سے انکار کیا۔

عبدالرحمن بن الحارث۔ وقت وفات رسول اکرم ﷺ یہ دس برس کے تھے یعنی ایک ہجری۔ ان کے باپ حارث طاعون سے مرنے کے بعد ان کی ماں سے عمر ابن خطاب نے نکاح کر لیا تھا یہ عمر ابن خطاب کے زیر پرورش رہے۔ عثمان نے اپنی بیٹی مریم سے نکاح کر دیا تھا۔ یہ جنگ جمل میں عبداللہ ابن زبیر کے ساتھ ساتھ رہے۔ أسد الغابة ج ۳ ص ۲۸۴ حالات عبدالرحمٰن بن حارث۔

یاد رہے کہ اس وقت حضرت علی کے علاوہ مشہور مفسرینؒ عبداللہ ابن عباس، عبداللہ ابن مسعود، اُبی بن کعب، عمار یاسرؓ، ابوذرؓ، مقداد جیسے اکابر صحابہ موجود تھے۔

اب اس لکھے ہوئے قرآن کا کیا ہوا یہ بھی ملاحظہ ہو جائے:

عن محرز بن ثابت مولى مسلمة بن عبدالملك، عن أبيه قال : كنت في حرس الحجاج ابن يوسف ، فكتب الحجاج المصاحف ، ثم بعث بها إلى الامصار، و بعث بمصحف إلى المدينة، فكره ذلك آل عثمان، فقيل لهم : أخرجوا مصحف عثمان، يقرأ ۔ فقالوا : أصيب المصحف يوم مقتل عثمان۔

ترجمہ: محرز ابن ثابت مولى مسلمة بن عبد الملك نے اپنے باپ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں حجاج بن یوسف کے پاس رہا کرتا تھا۔ حجاج ابن یوسف نے قرآن مجید جمع کر کے لکھا اور اُس کو تمام شہروں میں بھیج دیا۔ اسی سلسلے میں ایک مصحف مدینہ بھی بھیجا گیا۔ عثمان کی اولاد نے جب اس قرآن کو دیکھا تو بہت تنگ دل ہوئے لوگوں نے اس کا احساس کرتے ہوئے آل عثمان سے کہا: حضرت عثمان کا جمع کیا ہوا قرآن نکالو تاکہ پڑھا جائے۔ تو اُن لوگوں نے جواب دیا کہ: سخت افسوس تو اُسی کا ہے کہ حضرت عثمان کا جمع کیا ہوا قرآن تو اُسی دن فوت ہو گیا جس دن اُن کا قتل ہوا۔ مذکور ہے تاريخ المدينة عمر ابن شبة النميري متوفی ۲۶۲ھ طبع دار الفکر ج ۱ ص ۷؛ تاريخ وفاء الوفا بأخبار دار المصطفىٰ تاليف نور الدين علي بن أحمد السمهودى المتوفى ۹۱۱ھ ج ۲ ص ۶۶۷ طبع دار احيا ء التراث العربی۔

ان مصحف عثمان تعيب فلم مجد له خبراً بين الا شياخ ۔ تاريخ وفاء الوفا ج ۲ ص ۶۶۹۔ حضرت عثمان کا جمع کیا ہوا قرآن قطعاً غایب تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بزرگوں میں اس کا نہ کوئی ذکر پاتے ہیں اور نہ تذکرہ۔ مراؔد) تبصرہ ختم}

Contact : jabir.abbas@yahoo.com　　http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مناقب امیر المؤمنین و امام اشجعین اسد اللہ الغالب علی ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بکثرت ہیں۔ اور اُن (رضی اللہ عنہ) کے مناقب میں سے جو اُن کی پیدائش کے وقت ظاہر ہوئے ایک یہ ہے کہ وہ جوف کعبہ میں پیدا ہوئے۔ بلاشبہ اخبار متواتر میں اس بارے میں کہ فاطمہؑ بنت اسد نے امیر المؤمنین علی رضی اللہ کو جوف کعبہ میں جنم دیا۔ ص ۴۰۵ تا ۴۰۶

صحابہ اور تابعین میں سے بہت سے اس طرف گئے ہیں کہ بعد خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سب سے پہلے مسلمان وہی ہیں۔ ۴۰۶

بعض اہل علم نے ذکر کیا کہ جب نماز کا وقت آتا تھا تو رسول اللہ ﷺ مکہ کی بعض گھاٹیوں کی طرف نکل جاتے تھے اور اُن کے ساتھ حضرت علیؑ ابن ابی طالب رہتے تھے۔ ص ۴۰۷

قال ابی طالبؓ اما انہ لم یدعک الا الی خیر فالزمہ (سیرۃ ابن ھشام ج ا ص ۱۶۲؛ **سھل الھدی فی سیرۃ خیر العباد الصلاحی الشامی متوفی ۹۴۲ھ** ج ۲ ص ۳۰۱) حضرت ابو طالبؑ نے حضرت علیؑ سے فرمایا خبردار محمدؐ نے تجھے دعوت نہیں دی مگر خیر کی طرف تو اس کو لازم رکھ۔ ص ۴۰۹

جب حضرت ابو طالب نے وفات پائی تو آنحضرت ﷺ نے تعزیت میں حضرت علیؑ کو تسلی دینے میں اور اُن کے لئے دعائے خیر کرنے میں کمال درجہ شفقت فرمائی۔ ص ۴۰۹

ہجرت سے پہلے آنحضرت ﷺ حضرت علیؑ کے ساتھ منتظر الخلافت کے مانند معاملہ کیا کرتے تھے جو کہ خلافت خاصہ کے لوازم میں سے ہیں۔ ص ۴۱۰

نسائی نے کتاب الخصائص میں ربیعہ بن ناجیہ سے روایت کیا کہ ایک شخص نے حضرت علی ابن ابی طالب سے سوال کیا کہ: اے امیر المؤمنین اپنے چچا کے بیٹے کے آپ کیسے وارث ہوئے اپنے چچا کو چھوڑ کر؟۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے دعوت دی اولاد عبد المطلب کو اور اُن کے لئے ایک مدکھانا تیار کرایا (یعنی تقریباً ایک سیر) سب لوگوں نے پیٹ بھر کھایا اور کھانا بچ رہا جتنا بھی تھا، پھر آپؐ نے ایک پیالہ منگایا تو سب نے اُس میں سے سیر ہو کر پیا اور اُس میں شربت باقی رہ گیا تھا۔ گویا کہ اُس کو چھیڑا ہی نہیں گیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اے اولاد عبد المطلب! میں تمھاری طرف خاص طور اور تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ اور تم نے دیکھ لیا اس اُمّت میں سے جو کچھ تم نے دیکھا اور تم میں سے کون مجھ سے اس بات پر بیعت کرے گا کہ وہ میرا بھائی اور ساتھی اور وارث بنے تو کوئی بھی اُن کی طرف نہ بڑھا۔ تو میں (حضرت علیؑ) اُن کی طرف بڑھا اور حالانکہ میں اُن میں سب سے چھوٹا تھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ: بیٹھ جاؤ، پھر آپؐ نے وہی بات ارشاد فرمائی، تین مرتبہ اور میں ہر مرتبہ اُٹھتا رہا اور وہ (آنحضرتؐ) کہتے رہے بیٹھ جاؤ۔ یہاں تک کہ تیسری مرتبہ آپؐ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پہ مارا۔ پھر علیؑ نے کہا کہ یہ ہے وہ بات جس سے میں اپنے چچا کے بیٹے کا وارث ہوا ہوں چچا کو چھوڑ کر۔ ص ۴۱۰ تا ۴۱۱

نسائی سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے کہا کہ: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلا یہاں تک ہم دونوں کعبہ کے اندر گئے تو رسول اللہ ﷺ میرے کاندھے پر چڑھ گئے اور "میں اُن کو اُٹھائے ہوئے کھڑے ہوئے تھا" (یہ جملہ راوی کی طرف سے ہے) پھر جب رسول اللہ نے میری کمزوری دیکھی، کہا بیٹھ جاؤ تو بیٹھ گیا تو نبی ﷺ اُترے اور میرے سامنے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ میرے کاندھوں پر چڑھ جاؤ اور مجھ کو لیکر کھڑے ہو گئے تو علی علیہ السلام (علیہ السلام، شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے) کہتے ہیں **فقال علی علیہ السلام انہ لیخیل الی انی لو شئت لنلت افق السماء۔ (مسند احمد ج ا ص ۸۴؛ مستدرک حاکم ج ۲ ص ۳۶۷؛ سنن الکبری نسائی ج۵ ص ۱۴۲** حضرت علی نے فرمایا: میری یہ حالت تھی کہ مجھے محسوس ہو رہا تھا اگر میں چاہوں تو آسمان کے افق پر پہنچ جاؤں۔ تو علیؑ کعبہ پر چڑھے اور اُس پر ایک بت تھا پیتل یا تانبے کا۔ تو میں نے اُس پر زور لگانا شروع کیا اور اُسے اکھاڑ دیا اور پھینک دیا پھر اُس کو توڑا جیسا کہ شیشہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔ ص ۴۱۱

Contact : jabir.abbas@yahoo.com　http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جب اصحاب کے درمیان مواخات واقع ہوئی، آنحضرت ﷺ نے حضرت مرتضیٰؑ کو اپنا بھائی فرمایا اور ارشاد فرمایا انت اخی فی الدنیا و الآخرۃ۔
ص ۴۱۳ تا ۴۱۴

ابوعمر نے عبیداللہ بن محمد بن سماک بن جعفر ہاشمی سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ اُحد کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہؑ کا نکاح کیا حضرت علی ابن ابی طالب کے ساتھ اور و کان سنھا یوم تزوجھا خمس عشرۃ سنۃ و خمسۃ اشھر و نصفا حضرت فاطمہؑ نکاح کے دن پندرہ سال اور ساڑھے پانچ ماہ کی تھیں اور حضرت علی اکیس سال پانچ ماہ ۔(غزوۂ احد ۳ ہجری مکہ میں بعثت کے بعد ۱۳ سال اس طرح سیدۂ عالم بعثت کے بعد ہی اس دنیا میں تشریف لے آئیں)۔ص ۴۱۷ تا ۴۱۸

ابن ہشام نے کہ مجھ سے اہل علم نے روایت کی ہے کہ ابن ابی بخیح نے کہا کہ ایک ندا کرنے والے نے اُحد کے دن ندا کی لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی الکرار ۔(ص ۴۲۲ پر اردو ترجمہ نے حضرت علی کا نام نکال دیا صرف لاسیف الا ذوالفقار ۔مگر عربی عبارت ص ۴۲۳، میں لا فتی الا علی الکرار موجود ہے)۔ص ۴۲۲ تا ۴۲۳

عن علیؑ قال جاء النبی ﷺ أناس من قریش فقالوا یا محمدؐ انا جیرانک و حلفا ئک وان من عبیدنا قد اتوک لیس لھم رغبۃ فی الدین ولا رغبۃ فی الفقہ انما فروا من ضیائعنا واموالنا فاردوھم الینا فقال لابی بکر ما تقول فقال صدقوا انھم لجیرانک و حلفائک فتغیر وجہ النبی ﷺ ثم قال لعمر ما تقول قال صدقوا انھم لجیرانک و حلفاء ک فتغیر وجہ النبی ﷺ ثم قال یا معشر قریش واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلاً منکم قد امتحن اللہ قلبہ للایمان ولیضربنکم علی الدین او یضرب بعضکم قال ابو بکر انا ھو یا رسول اللہ ؟ قال لا، قال عمر انا ھو یا رسول اللہ ؟ قال لا ولکن ذلک الذی یخصف النعل و قد کان اعطی علیا نعلہ یخصفھا مسند احمد ج ۶ ص ۸؛ مجمع الزوائد ج ۶ ص ۱۵۲؛ فتح الباری ج ۷ ص ۳۶۷، ابن عساکر ج ۴۲ ص ۱۱۰؛ طبری (عربی) ج ۲ ص ۳۰۱۔روایت کیا نسائی اور حاکم نے اور الفاظ نسائی کے ہیں۔مروی ہے علیؑ سے کہا: نبی ﷺ کے پاس قریش کے کچھ لوگ آئے اور انہوں نے کہا: اے محمدؐ ! ہم آپ کے پڑوسی ہیں اور آپ کے حلیف ہیں کچھ غلام آپ کے پاس آ گئے ہیں اُن کو نہ دین میں رغبت ہے نہ سمجھ کی باتوں سے دلچسپی وہ تو صرف ہم سے بھاگے ہیں۔آپ اُن کو ہماری طرف لوٹا دیجئے۔تو آپؐ نے ابوبکر سے پوچھا تمہاری کیا رائے ہے؟۔ابوبکر نے جواب دیا یہ لوگ سچ کہہ رہے ہیں۔یہ سُن کر نبی ﷺ کا چہرہ متغیر ہوگیا۔پھر آپؐ نے عمر ابن خطاب سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے تو انہوں نے بھی وہی کہا کہ یہ لوگ سچ کہہ رہے ہیں یہ آپ کے پڑوسی ہیں اور حلیف ہیں۔تو نبی ﷺ کا چہرہ متغیر ہوگیا۔پھر آپؐ نے فرمایا اے گروہ قریش! واللہ میں تم پر ایک ایسے شخص کو بھیجوں گا جس کے قلب کے ایمان کے بارے میں اللہ امتحان لے چکا اور وہ تم کو دین کے سلسلہ میں سزا دے گا۔اس پر ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ کیا وہ شخص میں ہوں؟ فرمایا نہیں۔ پھر عمر نے پوچھا کیا وہ شخص میں ہوں یا رسول اللہ؟۔فرمایا نہیں لیکن وہ جو ہے جو جوتا گانٹھ رہا ہے۔آپ نے اپنا جوتا دیا تھا علیؑ کو جس کو وہ گانٹھ رہے تھے۔(چند مشہور کتابوں کے حوالے یہ ہے: مسند امام احمد ج ۳ ص ۳۳، ص ۸۲؛ سنن ترمذی ج ۵ ص ۲۹۸؛ مستدرک الصحیحین ج ۲ ص ۱۳۸، ج ۳ ص ۱۲۳، ج ۴ ص ۲۹۸؛ مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۸۶، ج ۹ ص ۱۳۳؛ السنن الکبریٰ امام نسائی ج ۵ ص ۱۲۸؛ کنز العمال ج ۷ ص ۳۲۶؛ تاریخ بغداد خطیب ج ۱ ص ۱۴۴، ج ۸ ص ۴۲۳؛ اکمال الکمال ابن ماکولہ ج ۱ ص ۲۲۸؛ ابن عساکر تاریخ دمشق ج ۴۲ ص ۳۴۲)۔ص ۴۲۵

سلمہ کہتے ہیں خیبر میں جب حضرت علی علم لے کر نکلے ہم بھی اُن کے پیچھے قدم بقدم چلے یہاں تک انہوں (علیؑ) نے اپنے علم کو قلعہ کے نیچے پتھر کے ایک ٹیلے پر گاڑ دیا تو یہود نے اُن کو قلعہ کے اوپر سے جھانکا اور انہوں نے (یہود) کہا کہ تم کون ہو؟۔انہوں (علیؑ) نے کہا میں علی ابن ابی طالبؑ ہوں۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com　　http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہ سُن کر یہود کہنے لگے کہ قسم ہے اُس چیز کی جو نازل ہوئی موسیٰ پر تم عالی مرتبہ ہو(او کما قال) ابن عساکر ج ۴۲ ص ۸۹ اور ۹۱ ص ۴۲۶

رجل من یہود فطرہ ترسہ من یدہ فتناول علی بابا کان عند الحصن فتتس بہ عن نفسہ فلم یزل فی یدہ و ھو یقاتل حتی فتح اللّٰہ علی یدیہ ثم القاہ من یدہ حین فرغ فل قدر رأیتنی فی نفر سبعۃ انا منھم نجھد علی ان تقلب ذلک الباب فما نقدر(مسند احمد بن حنبل ج ٦ ص ٨ ؛ مجمع الزوائد الھیثمی ج ٦ ص ١٥٢ ؛ فتح الباری ابن حجر ج٧ ص ٣٦٧؛ ابن عساکر ج ٤٢ ص ١١٠ ؛ طبری (عربی) ج ٢ ص ٣٠١ ۔ ابورافع کہتے ہیں: ایک یہودی نے علیؑ پر وار کیا تو آپ کے ہاتھ سے ڈھال گر گئی تو انہوں نے ایک دروازہ (مترجم نے کیواڑ لکھا ہے) جو قلعہ کا تھا اُسے اُٹھا لیا اور اُس کو ڈھال بنا لیا اور جب تک وہ جنگ کرتے رہے برابر اُن کے ہاتھ میں رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے ہاتھ پر فتح کر دی۔ پھر انہوں نے اُس کو اپنے ہاتھ سے ڈال دیا جب کہ وہ فارغ ہو گئے تو واللہ میں نے دیکھا سات آدمیوں اور اُن میں میں بھی تھا ہم سب مل کر اُس دروازہ کو پلٹنے کی کوشش کرتے رہے مگر قادر نہ ہوئے۔ ص ۴۲۷ تا ۴۲۸

قال لعلی انت منی وانا منک : صحیح البخاری کتاب الجھاد والسیر ج ٣ ص ١٦٨ مسند احمد ج ١ ص١٠٨ ؛ شرح مسلم ج ١ ص ١٩٥ ؛ تفسیر قرطبی ج١٥ ص ٢١٥ ؛ الدر المنثور ج٦ ص٧٥؛ تاریخ بغداد خطیب ج٤ ص ٣٦٤؛ اُسد الغابۃ ج٣ ص ٢٠ ۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ ص ۴۲۸

جب نجران کے نصاریٰ کے ساتھ مباہلہ کا ارادہ کر لیا تو آنحضرت ﷺ نے حضرت مرتضیٰ اور حضرت فاطمۃ الزہرا اور حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کو مباہلہ کے لئے حاضر فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی ندع ابنآء نا وابنآ کم۔۔ الخ تو رسول اللہ ﷺ نے بلایا علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین (علیھما السلام) اور کہا یا اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ ص ۴۲۹

حدیث منزلت افلا ترضیٰ یا علی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی۔ ص ۴۳۴

سورۃ براءت اور ابو بکر کی معزولی۔ ص ۴۳۴ تا ۴۳۶

اور جب آپؐ حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تو مقام غدیر میں آپؐ نے خطبہ دیا جو حضرت علی مرتضیٰ کے فضائل کے اظہار پر مشتمل تھا۔ حاکم اور ابو عمر وغیرہما نے روایت کیا اور یہ الفاظ حاکم کے ہیں مروی ہے زید بن ارقم سے کہ جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے لوٹے اور غدیر خم میں اُترے تو آپ نے سیڑھیوں کے بارے میں حکم دیا تو وہ صاف کر دی گئیں۔ (یہاں مترجم مولانا اشتیاق احمد صاحب دیوبندی نے اپنی عصبیت کا اظہار کیا ہے۔ اردو ترجمہ جو عربی متن سے مختلف ہے پیش کریں گے۔ مرادؔ)۔ اور فرمایا گویا میں بلایا گیا ہوں اور میں نے دعوت قبول کی میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑوں گا جن میں سے ایک دوسرے سے بڑی ہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میرے اصحاب تو تم غور کرو گے تو وہ دونوں ہرگز جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوض پر وارد ہو جائیں گے۔ پھر فرمایا کہ اللہ عزوجل میرا محبوب ہے اور میں ہر مومن کا محبوب ہوں پھر آپؐ نے علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ میں جس کا محبوب ہوں علیؑ بھی اُس کے محبوب ہے۔ یا اللہ آپ اُس سے محبت کریں جو علی سے محبت کرے اور اُسے عداوت کریں جو علی عداوت کرے۔

(اب عربی متن اِسی کتاب کے صفحہ ۴۴۰ پر ہے ملاحظہ کریں):

اخرج الحاکم وابو عمر و غیرھما و ھذا لفظ حاکم عن زید بن ارقم لما رجع رسول اللّٰہ ﷺ من حجۃ الوداع ونزل غدیر خم امر بدرجات فقممن قال کانّی قد دعیت فاجبت انی ترکت فیکم الثقلین احد ھما اکبر من الآخر کتاب اللّٰہ تعالی و عترتی فانظروا کیف تخلفونی فیھما فانھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض ثم قال ان اللّٰہ عزوجل مولای وانا ولی کل مؤمن ثم اخذ بید علی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com　　http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

رضی اللہ عنه فقال من كنت وليه فهذا وليه۔ اللهم وال من والاه و عاد من عاداه۔ (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی تحریف کی،الحاکم کی مستدرک الصحیحین ج ۳ ص۱۰۹ سے اصلی عبارت پیش کرتے ہیں:

عن زيد بن ارقم لما رجع رسول الله ﷺ من حجة الوداع ونزل غدير خم امر بدوحات فقممن قال كانّي قد دعيت فاجبت انی تركت فيكم الثقلين احد هما اكبر من الآخر كتاب الله تعالى و عترتي فانظروا كيف تخلفونى فيهما فانهما لن يتفرقا حتى يردا على الحوض ثم قال ان الله عزوجل مولاى وانا ولى كل مؤمن ثم اخذ بيد على رضى الله عنه فقال من كنت مولاه فهذا وليه۔ اللهم وال من والاه و عاد من عاداه۔

اخرج الحاكم عن احمد بن حنبل قال ماجاء لاحد من اصحاب رسول الله ﷺ من الفضائل ماجاء لعلى بن ابى طالب۔ص ۴۴۲ ۔سمعت أحمد بن حنبل يقول: ماجاء لأحد من أصحاب رسول الله صلى الله عليه و سلم من الفضائل ما جاء لعلى بن أبى طالب :احمد بن حنبل کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ اصحاب رسول میں سے کسی کی فضیلت میں اتنی حدیثیں آنحضرت ﷺ سے وارد نہیں ہوئی ہیں جتنی حدیثیں علیؑ ابن ابی طالب کے بارے میں موجود ہیں۔ مستدرک الصحیحین ج۳ ص ۱۰۷ ؛ ابن عساکر ج ۴۲ ص ۴۱۸۔الامامة والسياسة ابن قتيبة الدينورى ج ۱ ص ۹۱ دارالكتب العلمية بيروت۔

عن عمر بن الخطاب، قال : قال رسول الله ﷺ: ما اكتسب مكتسب مثل فضل على، يهدى صاحبه الى الهدى، ويرده عن الردى۔

عمرابن خطاب کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کسی حاصل کرنے والے نے علیؑ جتنی فضیلتیں حاصل نہیں کیں۔وہ اپنے ساتھی کی ہدایت کرتے ہیں اور ہلاکت سے اُسے بچاتے ہیں۔ معجم الاوسط طبرانی ج۵ ص ۷۹۔ریاض النضرة محب طبری طبع دارالكتب العلمية بيروت ج ۳ ص ۱۸۹۔

قال أحمد بن حنبل و إسماعيل ابن اسحاق القاضي: لم يرو في فضائل أحد من الصحابة با لأسانيد الحسان ما روي في فضائل علي أبي طالب۔احمد بن حنبل اور اسماعیل بن اسحاق قاضی نے کہا:کسی بھی صحابی کے فضائل عمدہ اسناد کے ساتھ اتنی روایتیں بیان نہیں کی گئیں جتنی روایتیں علیؑ ابن ابی طالب کے فضائل کے بارے میں موجود ہیں۔ تهذيب التهذيب ابن حجر ج۵ ص ۱۰۷ دارالفكر بيروت؛ الاصابة ج ۴ ص ۴۶۴؛ الاستيعاب ج ۲ ص ۴۶۶)

شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں کہ ہم موضوع احادیث اور ایسی احادیث کے درج کرنے کے سے جن کا ضعف شدید ہے جو نہ مؤید بنانے کے لئے کارآمد ہوں اور نہ شواہد بن سکیں اعراض کرتے ہیں اور جو حدیث صحت اور حسن کے مرتبہ میں ہے یا قابل برداشت ضعف رکھتی ہے اُسی کو ہم روایت کریں گے۔لکھتے ہیں ’’اب سنئے یہ حدیث متواتر میں سے ہے کہ تو میرے لئے اُس مرتبہ میں ہے جس مرتبہ میں ہارون تھے بہ نسبت موسیٰ کے۔یہ حدیث روایت کی گئی سعد ابن ابی وقاص اور اسماء بنت عمیس اور علی بن ابی طالب اور عبداللہ ابن عباس وغیرہ ہم اور متواتر میں سے ہے : میں علیؑ سے ہوں اور علیؑ مجھ سے اے اللہ! اُس محبت کر جو اِس سے محبت کرا اور اُس سے عداوت کر جو اس سے عداوت کرے۔ص ۴۴۲ (اس کا فارسی اور عربی متن یوں ہے: ما از ایراد احادیث موضوعه واحادیث شديدة الضعف كه بكار متابعت و شواهد نمى آيد تحاشى داريم وانچه در مرتبهٔ صحت و حسن است یا ضعیف متحمل دارد آن را روایت کنیم فمن المتواتر:انت منى بمنزلة هارون من موسىٰ روى

jabirabbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com　　http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ذلک عن سعد ابن ابی قواص واسماء بنت عمیس و علی ابن ابی طالب و عبد اللہ ابن عباس وغیرھم ومن متواتر حدیث انا من علی و علی منی اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ۔ ص ۴۴۴

اورمتواتر میں سے ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی **انما یرید اللہ لیذھب .. الخ ۳۳:۳۳** ۔ اللہ تعالی کو یہ منظور ہے اے گھر والو! تم سے آلودگی کو دور رکھے اور تم کو (ہرطرح ظاہراًاور باطناً) پاک وصاف رکھے تو رسول اللہ ﷺ نے علیؑ، فاطمہؑ ،حسنؑ، اور حسینؑ کو بلایا۔ یہ روایت کی گئی اس حدیث کی سعد، اورام سلمہؓ اورواثلہ اور عبداللہ بن جعفر، اورانس بن مالک نے۔ ص ۴۴۳ تا ۴۴۴۔

امر معاویة بن ابی سفیان سعدا فقال ما منعک ان تسب أبا تراب ....(صحیح مسلم ج۷ ص ۱۲۰ ؛ فتح الباری ج۷ ص ۶۰ ۔ معاویہ نے حکم دیا سعد ابن ابی وقاص کو اور کہا تم کو کیا بات مانع ہے اس سے کہ تم ابوتراب کی مذمت کرو۔ سعد نے کہا سمجھ لو کہ جب تک مجھ کو تین باتیں یاد رہیں گی جن کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں علیؑ کو ہرگز برا نہ کہوں گا۔ بلاشبہ اُن میں سے ایک بھی اگر میرے لئے ہوتیں تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا جواُن (علیؑ) سے فرمارہے تھے کیا تم اس پر راضی نہیں ہے کہ تم میرے لئے اُس مرتبہ میں ہو جس مرتبہ میں ہارون تھے بہ نسبت موسیٰ اور جب خیبر میں علم دینے کا وقت آیا تو یہ فرمایا کل علم ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اُس کا رسول اُس سے محبت کرتے ہیں اور جب یہ آیت نازل ہوئی **تعالوا ندع ابنآنا و ابناء کم** تو رسول اللہ ﷺ نے علیؑ، فاطمہؑ ،حسنؑ، اور حسینؑ کو بلایا اور کہا یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ ص ۴۴۴ تا ۴۴۵۔

حاکم نے اورنسائی نے عمرو بن میمون سے روایت کی ہے کہ علیؑ نے اپنی ذات کو سختی میں ڈالا یعنی شب ہجرت علیؑ نے نبی ﷺ کی چادر اوڑھی پھر آپ کی جگہ سوگئے: **کان المشرکون یرمون رسول اللہ ﷺ فجاء ابوبکر و علی نائم قال ابوبکر یحسب انہ رسول اللہ ﷺ قال فقال یا نبی اللہ فقال لہ علی ان نبی اللہ قد انطلق نحو بیر میمون فادرکہ قال فانطلق ابوبکر فدخل معہ الغار۔ مستدرک الحاکم ج ۳ ص ۱۳۳** ۔

ابن عباس نے کہا کہ مشرکین رسول اللہ پر ڈھیلے پھینک رہے تھے اور ابوبکر جب آئے اور دیکھا علیؑ کو جو سورہے تھے یہ گمان کیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ ابوبکر نے کہا یا نبی اللہ تو علیؑ کہا نبی اللہ تو بیر میمون کی طرف جا چکے ہیں۔ پھر ابوبکر چلے گئے اور غار میں داخل ہوگئے۔(وہ روایت کہ ہجرت کے وقت رسول اللہ ﷺ ایک دوپہر کو ابوبکر کے گھر گئے اور وہاں سے ابوبکر کو ساتھ لیا اور غار کے جانب روانہ ہوئے۔ اس روایت کی بناپر رد ہوجاتی ہے۔ مراد)ص ۴۴۷

سد رسول اللہ ﷺ ابواب المسجد غیر باب علی فکان یدخل المسجد جنبا و ھو طریقہ لیس لہ طریقہ مسند احمد ج۴ ص ۳۶۹؛ مجمع الزوائد الھیثمی ج۹ ص؛ تاریخ کبیر بخاری ج ۱ ص۴۰۸؛ فتح الباری ابن حجر ج۷ ص ۱۳؛ اُسد الغابة ج ۳ ص ۲۱۴؛ مستدرک الحاکم ج ۳ ص ۱۲۵ ؛ مجمع الاوسط ج ۴ ص ۱۸۶ ؛ ابن عساکر ج۴۲ ص ۱۳۸ :

بند کردئے رسول اللہ ﷺ نے مسجد کے دروازے سوائے علیؑ کے دروازے کے تو وہ بحالت جنابت مسجد میں داخل ہوتے تھے جب کہ اُس راستے کے سوا اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ ص ۴۴۷ تا ۴۴۸

ایک شخص شام والوں کے طرف سے آیا اور اُس نے ابن عباس کے سامنے حضرت علیؑ کو گالی دی تو ابن عباس نے اُس پر پتھر مارا اور کہا اے دشمن خدا تو نے رسول اللہ کو ایذا دی اس کے لئے قرآن میں ہے **ان الذین یوذون اللہ ۳۳:۵۷**)بیشک جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ اُن پر دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور اُن کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار رکھا ہے۔ ص ۴۴۹

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں اور علیؑ عرب کے سردار ہیں۔ ص ۴۵۰

Contact : jabir.abbas@yahoo.com　　http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مروی ہے ابوذرؓ سے کہ کہا کہ ہم منافقین کو نہیں پہچانتے تھے مگر اللہ اور اُس کے رسول کی تکذیب سے اور نماز میں پیچھے رہ جانے سے اور بغض علیؑ سے۔ص ۴۵۱

روایت ہے جابر ابن عبداللہؓ سے کہتے ہیں کہ میں نے سُنا رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ فرماتے تھے کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اُس کا دروازہ ہے تو جو علم کا ارادہ کرے اُس کو چاہئے کہ دروازے سے آئے۔ص ۴۵۱

زید بن ارقم سے مروی ہے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص یہ چاہتا ہو میری زندگی کی طرح زندگی گذارے اور میری موت کی طرح مرے اور جنت الخلد میں رہے جس کا مجھ سے میرے رب نے وعدہ کیا تو اُس کو چاہئے کہ اطاعت کرے علی ابن ابی طالب کی کیونکہ وہ تم کو سیدھے راستہ سے نہ ہٹنے دے گا۔اور گمراہی میں ہرگز داخل نہ کرے گا۔ص ۴۵۱

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہؑ سے کہ: اللہ نے تمام زمین والوں کی طرف دیکھا اور پھر دو آدمیوں برگزیدہ کیا اُن دونوں میں سے ایک آپ کا باپ ہے اور دوسرا آپ کا شوہر۔ص ۴۵۱

حدیث طیر۔عن أنس بن مالک قال کنت اخدم رسول اللہ ﷺ فقدم لرسول اللہ ﷺ فرخ مشوی فقال اللھم ائتنی باحب خلقک الیک یأ کل معی من ھذا الطیر ، قال فقلت اجعلہ رجلا من الانصار فجاء علیؑ فاستاذن فقال انس ان رسول اللہ ﷺ علی حاجۃ ثم جاء فقال رسول اللہ ﷺ افتح فدخل فقال رسول اللہ ﷺ ماحملک علی ما صنعت فقلت یا رسول اللہ ﷺ سمعت دعاء ک فاحببت ان یکون رجلا من قومی فقال رسول اللہ ان الرجل قد یحب قومہ ۔ مستدرک الصحیحین ج ۳ ص ۱۳۰ ؛ ترمذی ج۵ ص ۳۰۰؛ابن عساکر ج ۴۲ص ۲۵۱؛ معجم کبیر ج۷ ص ۸۲؛ مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۲۶ ۔انس بن مالک سے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تھا ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں ایک بھنا ہوا پرندہ پیش کیا گیا۔تو آپؐ نے دعا کی: یا اللہ! میرے پاس ایسے شخص کو بھیج دے جو تیری مخلوق میں سب سے زیادہ تجھ کو محبوب ہے تا کہ وہ میرے ساتھ اس پرندہ کو کھائے۔انس کہتے ہیں کہ: میں نے اپنے دل میں کہا انصار میں سے کوئی شخص آجائے۔پھر دیکھا کہ علیؑ آئے تو میں نے باہر ہی باہر سے اُن سے کہہ دیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کسی کام میں مصروف ہیں۔چنانچہ وہ چلے گئے۔تھوڑی دیر بعد پھر علیؑ آئے تو میری گفتگو رسول اللہ ﷺ نے سُنی اور آواز دی کہ: انسؓ! دروازہ کھول۔ جب وہ (علیؑ) اندر آئے تو اپنی واپسی کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا۔یہ سُن کر رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا : تجھ کو اس فعل پر کس بات نے آمادہ کیا؟ تو میں نے جواب دیا: کہ جب میں نے آپ کی دعا سُنی تو میرے دل نے چاہا کہ ایسا شخص میری قوم میں کا ہو۔ص ۴۵۲ تا ۴۵۳

(عن عبد اللہ بن سعد زرارۃ عن ابیہ قال رسول اللہ ﷺ اُوحی الی فی علی ثلاث انہ سید المؤمنین (سید المسلمین)، وامام المتقین، وقائد الغر المحجلین۔ الکامل ، عبداللہ بن عدی متوفی ۳۶۵ھ ج ۷ ص ۱۹۹ طبع دار الفکر بیروت: عبداللہ بن سعد بن زرارہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر علی کے بارے میں تین باتوں کی وحی کی گئی یہ کہ وہ مؤمنین کے سردار ہیں،متقین کے پیشوا ہیں اور سفید منھ اور سفید ہاتھ پاؤں والوں کو کھینچ کر لے چلنے والے ہیں (یعنی صالحین کا رہبر)۔ص ۴۵۴

عن ام سلمۃؓ قالت والذی احلف بہ ان کان علی لا قرب الناس عھدا برسول اللہ ﷺ عدنا رسول اللہ ﷺ غداۃ و ھو یقول جاء

---

۱ وأما حدیث الطیر فلہ طرق کثیرۃ جدا قد افرد تھا بمصنف و مجموعھا یوجب ان یکون الحدیث لہ اصل وأما حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ فلہ طرق جیدۃ وقد افردت ذلک ایضا۔امام ذہبی تذکرۃ الحفاظ حالات امام حاکم نیشاپوری میں لکھتے ہیں: حدیث الطیر بہت سندوں سے مروی ہے میں (یعنی ذہبی) نے ان سب کو ایک الگ کتاب میں جمع کیا ہے ان کے دیکھنے سے نتیجہ نکلتا ہے کہ اس حدیث کی کچھ نہ کچھ اصل ضرور ہے۔رہی حدیث ”من کنت مولاہ فعلی مولاہ“ تو یہ بہت سی عمدہ سندوں سے مروی ہے۔میں نے اس کے لئے بھی ایک علیحدہ کتاب لکھی۔تذکرۃ الحفاظ ج ۳ طبقہ ۱۳ ص ۷۰۳ طبع اسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور پاکستان۔مراد)

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com　　http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

علی جاء علی مرارا فقالت فاطمۃؑ کانک بعثتہ فی حاجۃ قالت فجاء بعد قالت ام سلمۃ فطننت ان لہ الیہ حاجۃ فخرجنا من البیت فقعدنا عندالباب و کنت من ادناھم الی الباب فاکب علیہ رسول اللہ ﷺ و جعل یشاورہ ویناجیہ ثم قبض رسول اللہ ﷺ من یومہ ذلک فکان علی اقرب الناس عھدا۔ حضرت ام المؤمنین ام سلمہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ساتھ میں حلف کرتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات سے قبل تمام لوگوں میں سب سے زیادہ قریب ترین علیؑ تھے آپؑ سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف علیؑ تھے۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی عیادت کے لئے گئے تو آپ کو یہ فرماتے سُنا: کیا علیؑ آ گئے؟ کیا علیؑ آ گئے؟ کئی مرتبہ تو حضرت فاطمہؑ نے فرمایا: وہ آپؐ کے کسی کام سے گئے ہوئے ہیں۔ پھر ذرا دیر بعد جب علیؑ آ گئے۔ ام سلمہؓ نے کہا کہ میں نے یہ گمان کیا کہ آپؐ کو علیؑ سے کوئی خاص کام ہے تو ہم سب باہر آ گئے اور دروازہ کے پاس بیٹھ گئے اور میں بہ نسبت دوسروں کے دروازہ سے زیادہ قریب تھی تو میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ علیؑ کی طرف جھکے ہوئے سرگوشی کر رہے تھے اور اُن سے کچھ بات کر رہے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا۔ چنانچہ آپؐ سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف علیؑ تھے۔ (مسند احمد ج ۶ ص ۳۰۰؛ مستدرک الحاکم ج ۳ ص ۱۳۹؛ المصنف ج ۷ ص ۴۹۴؛ مسند ابی یعلی ج ۱۲ ص ۳۶۴؛ کنز العمال ج ۱۳ ص ۱۴۶ سلسلہ ۳۶۴۵۹۔) ص ۴۵۵ تا ۴۵۶

قال رسول للہ اما انت یا علی فختنی و ابو ولدی انت منی و انا منک ۔تاریخ بغداد خطیب ج ۹ ص ۶۴؛ تفسیر قرطبی ج ۱۳ ص ۶۰؛ مجمع الزوائد الھیثمی ج ۹ ص ۲۷۵ محمد بن اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے باپ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: یا علیؑ تو میرا داماد ہے اور میرے بیٹوں کا باپ ہے میں تجھ سے ہوں اور تو مجھ سے۔ ص ۴۵۸

فقال رسول اللہ ﷺ ما انتجیتہ ولکن اللہ انتجاہ ۔ ترمذی ج ۵ ص ۳۰۳ ؛معجم کبیر طبرانی ج ۲ ص ۱۸۶ ۔ مروی ہے جابر ابن عبداللہؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم طائف میں علیؑ کو بلایا اور اُن سے سرگوشی کرتے رہے تو لوگوں نے کہا کہ واقعی آپ کی سرگوشی اپنے چچا کے بیٹے کے ساتھ طویل ہو گئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے سرگوشی نہیں کی لیکن اللہ نے اُس سے سرگوشی کی۔ ص ۴۶۱

اخرج ابو عمر عن رجل من ھمدان قال قال معاویۃ لضرار السدی یا ضرار صف لی علیا قال اعفني یا امیر المؤمنین قال لتصفنہ قال اما اذ لا بد من وصفہ فکان واللہ بعید المدی شدید القوی یقول فصلا ویحکم عدلا یتفجر العلم من جوانبہ و تنطف الحکمۃ من نواحیہ یستوحش من الدنیا وزھرتھا ویأنس باللیل ووحشتہ و کان غزیر العبرۃ طویل الفکرۃ یعجبہ من اللباس ما قصر و من الطعام ماخشن و کان فینا کاحدنا یجیبنا آ سألناہ و یئبنا اذاستأنیناہ و نحن واللہ مع تقریبہ ایانا وقربہ منا لا نکا و نکلمہ ھیبۃ لہ یعظم اھل الدین و یقرب المساکین لا ھطمع القوی فی باطلہ ولا ییأس الضعیف من عدلہ واشھد لقد رأیتہ فی بعض مواقفہ وقد ارخی اللیل دولہ و غارت نجومہ قابضا علی لحیتہ یململ تململ السلیم یبکی بکاء الحزین و یقول یا دنیا غری غیری الی تعرضت ام الی تشوقت ھیھات ھیھات قد بایتک ثلثا لا رجعۃ فیھا فعمرک قصیر و خطرک حقیر آہ من قلۃ الزاد و بعد السفر ووحشۃ الطریق ۔فبکی معاویۃ وقال رحم اللہ ابا حسن کان واللہ کذلک۔ قال کیف حزنک علیہ یا ضرار؟۔ قال حزن من ذبح واحدھا فی حجر ھا۔ روایت کیا ہے ابوعمر نے ہمدان کے ایک شخص سے کہا کہ معاویہ نے ضرار سُدی سے کہا اے ضرار ہم سے علیؑ کی صفت بیان کر۔ ضرار نے کہا اے امیر المؤمنین مجھے معاف رکھئے۔ معاویہ نے کہا تجھے کہنا ہی پڑے گا۔ ضرار نے کہا کہ اب اگر اُن کے اوصاف بیان کے بغیر چارہ نہیں تو سنئے: وہ اس قدر صفات والے شخص تھے کہ جن کی غائت پر رسائی دشوار ہے، سخت قوتوں والے تھے۔ وہ فیصلہ کن بات کرتے تھے اور عدل کے ساتھ حکم کرتے تھے۔ اُن کے اطراف سے علم کے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com　http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

چشمے پھوٹتے تھے اوراُن کے طرف سے حکمت ٹپکتی تھی، دنیا اوراُس کی چمک سے وہ متوحش (وحشت کھاتے تھے) ہوتے تھے۔رات اوراوراُس کی وحشت سے مانوس ہوتے تھے،اور بہت آنسو بہانے والے تھے،تفکر(ذات وصفات حق) میں مستغرق رہنے والے تھے۔اُن کوایسالباس پسند تھا جوچھوٹا ہواور ایسا کھانا جوموٹا جھوٹا ہواور ہم میں عام ساتھیوں کی طرح ہوتے تھے۔جب ہم اُن سے کچھ سوال کرتے تو ہم کو جواب دیتے تھے،اور جب ہم یہ چاہتے کہ وہ انتظار کریں ہمارا انتظار کرتے اور واللہ! باوجوداس کے کہ وہ ہم کواپنے سے قریب تر رکھتے اور ہم سے وہ قریب رہتے تھے ہماری ہمت نہیں ہوتی تھی کہ اُن سے (بے تکلفی سے) گفتگو کریں یہ اُن کے رعب کی وجہ سے تھا۔دیند اروں کی تعظیم کرتے تھے اورغریبوں کواپنے پاس بیٹھاتے تھے۔طاقتور جو حق سے ہٹا ہوا ہوتا اُن سے حمایت کی طمع نہ کرسکتا تھا اوراُن کے انصاف سے کمزور مایوس نہیں ہوتا تھا۔اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اُن کواُن کی بعض خاص جگھوں میں جب کہ رات کی تاریکی خوب چھا جاتی تھی اورستارے چھپ جاتے تھے ایسی حالت میں خوب دیکھا ہے کہ اپنی ڈاڑھی پکڑے ہوئے اس طرح پیچ وتاب کھاتے تھے جس طرح مارگزیدہ (جسے سانپ نے کاٹا ہو) کھاتا ہے اوراس طرح روتے تھے جس طرح غم زدہ روتے ہیں اور کہتے تھے: اے دنیا! جاکسی اور کودھوکا دے تو میرا سامنا کرتی ہے یا مجھے اپنا شائق بناتی ہے،ہائے،ہائے،میں تجھے تین طلاق دے چکا ہوں جس میں رجعت نہیں ہے (تیرا حال تو یہ ہے) کہ تیری حیات تھوڑی اور تیرا مرتبہ حقیر،افسوس! کہ زادراہ کی کمی اورسفر کی درازی ہے اورراستہ وحشت بھرا ہے۔یہ سُن کر معاویہ رو پڑا اور کہا: اللہ رحمت نازل کرے ابوالحسنؑ پر واللہ وہ ایسے ہی تھے۔پھر معاویہ نے ضرار سے پوچھا: اے ضرار تجھ کواُن کے فراق کا کس درجہ غم ہے؟۔ ضرار نے جواب دیا: اُس عورت کے غم کے برابر جس کا واحد بچہ کواُس کی گود میں ذبح کردیا گیا ہو(ابن عساکر ج ۲۴ ص ۴۰۱: الریاض النضرۃ ج ۳ ص ۱۸۷)۔ص ۴۶۶

لو لا علی لھلک عمر۔ عمر کہا کرتے تھے کہ اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتا (ریاض النضرۃ ج ۳ ص ۱۸)۔ص ۴۷۴

قال عمر اللھم لا تنزل بی شدیدۃ الا و ابوالحسن الیٰ جنبیج ب حضرت علیؑ نے ایک قضیہ میں فیصلہ سُنایا تو عمر ابن خطاب نے کہا یا اللہ کوئی مشکل مجھ پر نہ ڈال مگر اُس وقت جب کہ ابوالحسنؑ میرے پہلو میں ہوں۔ص ۴۷۸

وعن حمید بن عبد اللہ بن یزید المدنی قال ذکر عند النبی ﷺ قضاءٌ قضی بہ علی فاعجب النبی ﷺ فقال الحمد اللہ الذی جعل فینا الحکمۃ اھل بیت۔مروی ہے حمید بن عبداللہ بن یزید مدنی سے کہا کہ نبی ﷺ کے سامنے ایک مقدمہ کا ذکر کیا گیا جس کا فیصلہ علیؑ نے کیا تھا تو نبی ﷺ نے اُس کو پسند کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالی کا شکر ہے جس نے ہم میں یعنی اہل بیت میں حکمت رکھی۔ص ۴۸۱

اور جب نماز عصر حضرت مرتضیٰ سے فوت ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے دعا کی تو آفتاب لوٹ آیا: بعداز غروب آفتاب کا لوٹ آنا۔

(اس موقع پر حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ نے اپنی خاص سند تحریر فرمادی ہے) یہ حدیث پڑھی گئی ہمارے شیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی کے سامنے اور میں اُن کے مکان پر ظاہر مدینہ مشرفہ میں ۱۱۴۳ھ میں سُن رہا تھا۔کہا کہ مجھ کوخبر دی میرے والد شیخ ابراہیم بن الحسن کردی ثم المدنی نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ امام صفی الدین احمد بن محمد مدنی نے روایت کرتے ہیں، شمس الرملی سے وہ شیخ زین الدین زکریا سے وہ اعزاالدین عبدالرحیم بن محمد الفرات سے وہ ابوالثناء محمود بن خلیفۃ المنجی سے،وہ حافظ شرف الدین عبدالمومن خلف الدمیاطی سے وہ ابوالحسن علی بن الحسین بن المقیر البغدادی سے وہ حافظ ابوالفضل محمد بن ناصر السلامی الحنبلی سے آپ نے سماع کیا خطیب ابوطاہر محمد بن احمد بن محمد بن ابی الصقر انباری سے ۴۷۳ھ میں،آپ نے قراءت کی شیخ ابوالبرکات احمد بن عبدالواحد بن الفضل بن نظیف بن عبداللہ القراء کے سامنے مصر میں ۴۲۸ھ میں۔انہوں نے روایت کی ابومحمد الحسن بن رشتیق العسکری سے کہا کہ ہم سے روایت کیا ابوالبشر محمد بن احمد بن حماد انصاری دولابی سے کہا مجھ سے روایت کیا اسحٰق بن یونس نے کہا کہ ہم سے روایت کیا سوید بن سعید نے ان سے مطلب بن زیاد نے اُن سے ابراہیم بن حبان نے اُن سے عبداللہ بن الحسن نے اُن سے فاطمہ بن الحسین نے انہوں نے اسماء بنت عمیس سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ﷺ کا سر علیؑ کی گود میں تھا اور آپؐ پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ تو جب آپ ﷺ کو افاقہ ہوا تو آپؐ نے پوچھا علیؑ کیا تم نے نماز پڑھ لی ہے؟ تو انہوں نے کہا نہیں تو آپؐ نے دعا کی اللھم انک تعلم انہ کان فی حاجتک و حاجۃ رسولک فَرُدَّ علیہ الشمس فردھا علیہ فصلی و غابت الشمس۔ کہ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ علیؑ تیرے کام میں اور تیرے رسول کے کام میں لگا ہوا تھا تو اُس کے لئے سورج کو لوٹا دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُسے لوٹا دیا تو انہوں نے نماز پڑھی اور پھر سورج غروب ہو گیا۔ ص ۴۸۵ تا ۴۸۷

حافظ جلال الدین سیوطی اپنی کتاب ''کشف اللبس فی حدیث رد الشمس'' میں کہا کہ ردشمس جو معجزہ ہے ہمارے نبی ﷺ کا وہ صحیح ہے، امام جعفر طحاوی وغیرہ نے اور حافظ ابوالفرج ابن الجوزی نے زیادتی کی ہے کہ اس کو کتاب الموضوعات میں داخل کر دیا۔ اُن کے شاگرد محدث ابوعبداللہ بن محمد بن یوسف دمشقی صالحی نے اپنی کتاب 'مزیل اللبس عن حدیث رد الشمس'' میں کہا ہے: جاننا چاہئے کہ اس حدیث کی روایت طحاوی نے اپنی کتاب شرح مشکل الآثار'' میں اسماء بنت عمیس سے دو سندوں کے ساتھ روایت کی ہے اور اُن کو نقل کیا ہے قاضی عیاض نے شفاء میں اور حافظ بن سید الناس نے'' بشری اللبیب''میں اور حافظ علاء الدین مغلطائی نے اپنی کتاب'' الزھر الباسم'' میں اور اُس کو صحیح کہا ابوالفتح ازدی نے اور حسن کہا ہے ابو زرعہ بن العراقی نے اور ہمارے شیخ حافظ جلال الدین السیوطی نے 'الدر المنتثرۃ فی الاحادیث المشتھرۃ' میں اور کہا حافظ احمد بن صالح نے اب اس کے تسلیم میں کیا رکاوٹ ہے اہل علم کی راہ پر چلنے والے کے لئے مناسب نہیں ہے اسماء بنت عمیس کی حدیث سے تخلف کرنا کیونکہ یہ بہت بڑی علامت نبوت میں سے ہے۔ ص ۴۸۷ تا ۴۸۸

پھر طحاوی نے معارضہ کیا اِس حدیث کا اُس حدیث سے جو مرفوعاً ابوہریرہ سے مروی ہے الحدیث بما روی من طرق عن اسامۃ بن زید، عن عبد اللہ بن أبی لبید، عن المطلب بن عبد اللہ بن حنطب عن ابی ھریرہ لم یحتبس الشمس علی احد الا لیوشع۔ کہ سوائے یوشع کے سورج کو کسی کے لئے نہیں روکا گیا اور جواب دیا کہ یہ بات ممکن ہے کہ یوشع کے ساتھ مخصوص ہو اُس روکا جانا غائب ہونے سے اور یہ لوٹایا جانا ہے بعد غروب ہونے سے۔[۱] ص ۴۸۹

شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں: اور علیؑ کی حکمت اس سے (ردشمس) کہیں بڑھ کر ہے ہم اس کا احصاء اور احاطہ کر سکیں اور اس کا احصاء کیسے ممکن ہے جبکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہو کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اُس کا دروازہ ہے۔ ص ۴۸۹

---

[۱] اس حدیث کا جائزہ لیا جائے تو سلسلہ رواۃ میں پہلے راوی

۱ اسامۃ بن زید: ضعفہ أحمد وغیرہ لسوء حفظہ ؛ نسائی : لیس بالقوی؛ ابن معین ضعیف۔ میزان الاعتدال ج ۱ ص ۱۷۴ سلسلہ ۷۰۵

دوسرے عبد اللہ بن أبی لبید، میزان الاعتدال ج ۲ ص ۴۸۵ سلسلہ ۴۵۲۹ میں ہے العقیلی یخالف فی بعض حدیثہ؛ قال ابن عدی : أما فی الروایۃ فلا بأس بہ۔ تیسرے ہیں المطلب بن عبد اللہ بن حنطب: میزان الاعتدال ج ۴ ص ۱۲۸ سلسلہ ۸۵۹۳ کثیر الحدیث و لیس یحتج بحدیثۃ؛ آخر میں ابو ھریرہ جن کے بارے میں ناقدین احادیث ابوہریرہ کو غیر معتبر قرار دیتے تھے چنانچہ میزان الاعتدال میں علامہ ذہبی صفحہ ۱۷۳ میں تحریر کرتے ہیں کہ عثمان مقسم برّی ابوہریرہ کو کاذب جانتے تھے۔ اور اعلام الاخیار کفوی میں اور میزان شعرانی (اردو) المعروف بہ مواہب رحمانی تالیف علامہ شیخ عبدالوہاب الشعرانی ترجمہ مولانا محمد حیات طبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی جلد اول ص ۱۷۵ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابو مطیع بلخی نے امام اعظم ابوحنیفہ سے پوچھا ''اگر کسی امر میں آپ کی رائے ایک ہو اور ابوبکر کی کچھ اور ہو تو کیا آپ کی رائے کو چھوڑ کر ابوبکر کی رائے اختیار کریں گے؟''۔ ابوحنیفہ نے کہا: ''ضرور'' علیٰ ہذا القیاس عمر، عثمان اور حضرت علیؑ کے بالمقابل میں اپنی رائے ترک کر دوں گا''۔ پھر امام اعظم ابوحنیفہ نے فرمایا: ''سوائے انس بن مالک، ابوہریرہ ، اور سمرہ بن جندب کے تمام صحابہ کے بالمقابل میں اپنی رائے کو ترک کر دوں گا''۔ الکتاب مسطور مصنف محمد حسین نیلوی طبع شعبہ نشر و اشاعت مدرسہ ضیاء العلوم سرگودھا۔ صفحہ ۱۳۵ پر تحریر ہے کہ ''صرف ایک صحابی غیر معروف الفقہ والعدالہ یعنی حضرت ابوہریرہ''۔ مراد) ۔ ص ۴۸۹

Contact : jabir.abbas@yahoo.com　　http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

علی بن زاذان سے مروی ہے کہ علیؓ نے ایک حدیث بیان کی تو اُن کو ایک شخص نے جھٹلایا۔ تو حضرت علیؓ نے کہا کہ اگر میں سچا ہوں تو تجھ پر بددعا کرتا ہوں۔ تو اس پر راضی ہے۔ اُس نے کہا ہاں۔ تو آپ نے اُس پر بددعا کی وہ لوٹنے نہ پایا کہ اُس کی بنیائی جاتی رہی۔ (کنزالعمال ج ۱۳ ص ۱۷۰ سلسلہ ۳۶۵۱۴)۔ ص ۴۹۵

مروی ہے ابوذرؓ سے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے علی کا بلانے بھیجا۔ میں اُن کے گھر پہنچا اور اُن کو پکارا تو انہوں نے مجھے جواب نہ دیا۔ میں واپس ہوکر رسول اللہ ﷺ کو خبر دی۔ آپؐ نے فرمایا: پھر جا کر پکارو، وہ گھر میں ہی موجود ہیں۔ ابوذرؓ نے کہا میں جا کر اُن کو پکارا تو میں نے چکی پیسے جانے کی آواز سُنی۔ پھر میں دیوار کے اُپر جھانکا تو دیکھتا کیا ہوں کہ چکی گھوم رہی ہے اور اُس کے پاس کوئی موجود نہیں ہے۔ میں نے پھر اُن کو آواز دی تو علیؓ میرے پاس شگفتگی کے ساتھ باہر آئے تو میں اُن سے کہا: آپ کو رسول اللہ ﷺ بلا رہے ہیں۔ تو وہ آگئے۔ پھر میں برابر رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھتا رہا اور آپؐ مجھے دیکھتے رہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا اے ابوذرؓ! کیا بات ہے؟۔ میں نے کہا میں ایک عجیب حیرت میں ہوں۔ میں نے چکی کو دیکھا جو علیؓ کے گھر میں آٹا پیس رہی ہے اور اُس کو گھمانے والا کوئی نہیں تھا۔ تو آپؐ نے فرمایا: یا با ذر ان اللہ ملائکۃ سیاحین فی الأرض و قد وکلوا بموئنۃ آل محمد ﷺ أخرجین الملاء في سيرة وأخرج أحمد في المناقب حديث علي بن زاذان خاصة۔ اے ابوذرؓ! اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین میں پھرتے ہیں اور وہ مقرر کردیے گئے ہیں کہ وہ آل محمدؐ کی امداد پر (الرياض النضرة المحب الطبرى ج ۳ ص ۲۰۲ طبع دارالكتب العلمية بيروت)۔ ص ۴۹۶ تا ۴۹۷

ثابت ہوا کہ قرآن جمع شدہ تھا اور سب کا سب آنحضرت ﷺ کی حیات میں محفوظ تھا۔ ص ۴۹۸

مروی ہے ابن عمر سے کہ یہود، ابوبکر کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ: ہم سے اپنے صاحب کی صفات بیان کرو۔ تو ابوبکر نے کہا: اے جماعت یہود میں اُن کے ساتھ غار میں اس طرح رہا جیسے میری دونوں اُنگلیاں، اور میں اُن کے ساتھ جبل حرأ پر چڑھا اس طرح کہ ہم ایک دوسرے کی کمر میں ہاتھ ڈالے ہوئے تھے لیکن آپؐ کے اوصاف کو بیان کرنا ناممکن ہے ہاں البتہ یہ علیؓ ابن ابی طالب موجود ہیں اُن سے پوچھو۔ تو وہ لوگ علیؓ کے پاس آئے اور اُن سے کہا کہ اے ابوالحسن ہم سے اپنے ابن عم کے اوصاف بیان کرو۔ تو آپ نے پہلے آنحضرت ﷺ کا حلیہ بیان کیا پھر آپؐ کے اوصاف بیان کئے۔ (ابن عساکر ج ۵۴ ص ۱۹۷)۔ ص ۴۹۸ تا ۴۹۹

جنید رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: ہمارے شیخ اصول اور بناء میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں اور خطبوں میں فصاحت اور بلاغت کی رسم اُن ہی کی لائی ہوئی ہے۔ خلفاء گزشتہ اُن میں مشغول نہیں ہوتے تھے۔ پھر شیخین کے زمانہ میں مسائل دینیہ میں مشیر اور تدبرات مُلکیہ میں وزیر وہی ہوتے تھے۔ اور اُنہوں نے (خلفاء گزشتہ) اُن کی (حضرت علیؓ کی) تعظیم اور توقیر میں دور دور پہنچ کر آپ کے مناقب اور فضائل کو واضح کردیا۔ ص ۵۰۱ تا ۵۰۲

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ضغائن فی صدور اقوام لا یبدونھا لک الا من بعدی۔ مجمع الزوائد الھیثمی ج ۹ ص ۱۱۸؛ معجم کبیر طبرانی ج ۱۱ ص ۶۱؛ مسند ابی یعلی ج ۱ ص ۴۲۷؛ کنزالعمال ج ۱۳ ص ۱۸۶ سلسلہ ۳۶۵۲۴۔ اے علیؓ! لوگوں کے سینوں میں کینے چھپے ہوئے ہیں وہ تم سے اظہار نہ کریں گے مگر میرے بعد۔ ص ۵۰۴

جب صفین میں اہل شام نے قرآن کو بلند کیا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان یہ قرآن ہے۔ تو حضرت مرتضیٰ نے فرمایا یہ قرآن تو خاموش ہے اور میں بولنے والا قرآن ہوں۔ ص ۵۰۶

جب خوارج نے اصرار کیا کہ قرآن کے سوا ہم کسی اور پر بات نہیں کریں گے۔ حضرت علی نے قاریان قرآن اور علماء قرآن کو جمع کیا اور ایک بڑا شاندار قرآن

Contact : jabir.abbas@yahoo.com　http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

مجید منگایا اور اُس کو اپنے سامنے رکھا، پھر اپنے ہاتھ سے اُس کے اوراق اُلٹاتے ہوئے کہتے تھے: اے قرآن! لوگوں سے بات کر۔ جو قاریان اور علماء قرآن جمع ہوئے تھے کہنے لگے: اے امیر المؤمنین اس سے کیا پوچھتے ہو یہ تو محض روشنائی ہے کاغذ پر۔ ص ۵۰۸

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com　　http://fb.com/ranajabirabbas